قتل اور خانہ جنگی

کے بارے میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات

مُفتی محمّد تقی عُثمانی

مکتبہ معارف القرآن کراچی
(Quranic Studies Publishers)

قتل اور خانہ جنگی

کے بارے میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات

مفتی محمد تقی عثمانی

مکتبہ معارف القرآن کراچی ۱۴
(Quranic Studies Publishers)

عنوانات ایک نظر میں

عنوان	صفحہ
قرآن وسنت میں انسانی جان کی حرمت کے احکام	۷
قتل ناحق کے بارے میں چالیس حدیثیں	۱۲
حدیث نمبر۱ تا حدیث نمبر ۴۰	۱۲ تا ۳۴
خانہ جنگی سے اجتناب کی ہدایات	۳۷
حکمرانوں کو ہدایات	۳۷
بدکار حکمرانوں کے ساتھ طرزعمل	۳۹
حدیث نمبر۱ تا حدیث نمبر ۱۴	۴۴ تا ۵۲
جب خانہ جنگی میں حق واضح ہو	۵۳
وہ فتنہ جس میں حق واضح نہ ہو	۵۴
حدیث نمبر۱ تا حدیث نمبر ۲۱	۵۵ تا ۷۲
خانہ جنگی میں صحابہؓ کا طرزعمل	۷۳

☆ ☆ ☆ ☆

جملہ حقوقِ ملکیت بحق مکتبۂ معارف القرآن کراچی محفوظ ہیں

باہتمام : خضر اشفاق قاسمی
طبع جدید : ذوالقعدہ ۱۴۳۰ھ - نومبر ۲۰۰۹ء
مطبع : احمد بلاک ورکس کراچی
ناشر : مکتبۂ معارف القرآن کراچی
(Quranic Studies Publishers)
فون : (92-21) 35031565, 35031566
ای میل : info@quranicpublishers.com
ویب سائٹ : www.quranicpublishers.com

ملنے کے پتے:

- مکتبۂ معارف القرآن کراچی
فون: 35031565 - 35031566
- ادارۃ المعارف کراچی
فون: 35049733 - 35032020

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین، والصلوۃ والسلام علی سیدنا ومولانا محمد خاتم النبیین، وعلی آلہ وأصحابہ أجمعین، وعلی کل من تبعھم باحسان الی یوم الدین

أما بعد

قرآن وسنت میں انسانی جان کی جتنی تأکید کے ساتھ حرمت بیان کی گئی ہے، ہمارے زمانے میں اُسکی اتنی ہی بے حرمتی ہو رہی ہے، معمولی معمولی باتوں پر کسی کو قتل کرڈالنا اتنا عام ہوگیا ہے کہ انسان کی جان مکھی اور مچھر سے زیادہ بے حقیقت ہوکر رہ گئی ہے۔ اور افسوس یہ ہے کہ بعض اوقات محض عصبیت یا فرقہ وارانہ اختلافات کی بنا پر وہ لوگ بھی اس سنگین جرم میں ملوث ہوجاتے ہیں جو اپنی عام زندگی میں دیندار سمجھے جاتے ہیں، اور بعض اوقات اس جرم کا ارتکاب دینی خدمت سمجھ کر کرتے ہیں۔ اس لئے خیال ہوا کہ شاید قرآن وسنت کے وہ ارشادات ان لوگوں کے سامنے نہ ہوں، یا اُنکی طرف توجہ نہ ہوئی ہو جن میں انسانی جان کی حرمت کو انتہائی تأکید کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، اور کسی انسان کو ناحق قتل کرنے پر وہ سخت وعیدیں بیان فرمائی گئی ہیں جو کسی اور جرم پر بیان نہیں ہوئیں۔ اس غرض سے یہ دل چاہا کہ قرآن وسنت کے وہ ارشادات ایک رسالے میں جمع کردیئے جائیں۔ ایک مسلمان، خواہ کتنا گیا گذرا ہو، قرآن وسنت کے احکام کا احترام اُسکے دل میں ہوتا ہی ہے، اس لئے شاید کوئی اللہ کا بندہ ان احکام کو پڑھکر اپنے طرز عمل پر نظر ثانی کرلے۔ اگر کسی ایک مسلمان کے دل میں بھی ان احکام وارشادات کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے خوف کے تحت اس گناہ یا اُس میں کسی طرح کی شرکت سے باز رہنے کا داعیہ پیدا ہوگیا تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کاوش کی قیمت وصول ہے۔ اس

رسالے میں پہلے انسانی جان کی حرمت کے بارے میں قرآن کریم کے ارشادات نقل کئے گئے ہیں، اُس کے بعد اس موضوع پر چالیس حدیثیں جمع کی گئی ہیں، جنہیں انسانی جان کی حرمت کے موضوع پر چہل حدیث کہنا چاہئے۔ اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ ارشادات جمع کئے گئے ہیں جن میں آپ نے یہ ہدایات دی ہیں کہ اگر ظالم اور بدکار حکمران مسلط ہو جائیں تو عام مسلمانوں کو کیا طرز عمل اختیار کرنا چاہیے، اُس کے بعد مسلمانوں کی خانہ جنگی کی صورت میں قرآن وسنت نے عام مسلمانوں کو جو ہدایات دی ہیں، اُنہیں بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اُسے نافع بنا کر ہمیں اپنے اور اپنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر پوری طرح عمل کی توفیق مرحمت فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

محمد تقی عثمانی عفی عنہ
دارالعلوم کراچی
۴ شعبان المعظم ۱۴۳۰ھ

قرآن وسنت میں انسانی جان کی حرمت کے احکام

قرآن کریم اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق کسی بھی انسان کو ناحق قتل کرنا شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ ہے۔ جتنی سخت وعیدیں قرآن وسنت میں قتلِ ناحق پر آئی ہیں، کسی اور گناہ پر نہیں آئیں۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے:

> وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيْمًا (النساء ۹۲، ۹۳)

> ”اور جو شخص کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اُسکی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اور اللہ اُس پر غضب نازل کرے گا اور لعنت بھیجے گا، اور اللہ نے اُسکے لئے زبردست عذاب تیار کر رکھا ہے۔“

نیز ارشاد ہے:

> ”مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ كَتَبْنَا عَلَى بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ أَنَّهُ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا وَلَقَدْ جَائَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ إِنَّ كَثِيرًا مِنْهُم بَعْدَ ذٰلِكَ فِي

الْأَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ (المائدة ٣٢)

''اسی وجہ سے بنی اسرائیل کو یہ فرمان لکھ دیا تھا کہ جو کوئی کسی کو قتل کرے، جب کہ یہ قتل نہ کسی اور جان کا بدلہ لینے کے لیے ہو، اور نہ کسی کے زمین میں فساد پھیلانے کی وجہ سے ہو، تو یہ ایسا ہے جیسے اُس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا، اور جو شخص کسی کی جان بچالے تو یہ ایسا ہے جیسے اُس نے تمام انسانوں کی جان بچالی۔ اور واقعہ یہ ہے کہ ہمارے پیغمبر ان کے پاس کھلی کھلی ہدایات لیکر آئے، مگر اُس کے بعد بھی ان میں سے بہت سے لوگ زمین میں زیادتیاں ہی کرتے رہے ہیں۔''

نیز ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَأْكُلُوْا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوْا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا (النساء ٢٩، ٣٠)

''اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طریقے سے نہ کھاؤ، الا یہ کہ کوئی تجارت باہمی رضامندی سے وجود میں آئی ہو (تو جائز ہے)، اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو، یقین جانو اللہ تم پر بہت مہربان ہے، اور جو شخص زیادتی اور ظلم کے طور پر ایسا کرے گا، تو ہم اس کو آگ میں داخل کریں گے، اور یہ بات اللہ کیلئے بالکل آسان ہے۔''

اس آیت کریمہ میں جو فرمایا گیا ہے کہ ''اپنے آپ کو قتل نہ کرو'' اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ خودکشی نہ کرو، اور یہ بھی کہ ایک دوسرے کو قتل نہ کرو، چنانچہ امام المفسرین علامہ طبری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

" يعني بذلك جل ثناؤه: "ولا تقتلوا أنفسكم" ولا يقتل بعضكم بعضًا وأنتم أهل ملة واحدة ودعوة واحدة ودين واحد۔ فجعل جل ثناؤه أهل الإسلام كلهم بعضَهم من بعض۔ وجعل القاتل منهم قتيلا في قتله إياه منهم بمنزلة قتله نفسه إذ كان القاتلُ والمقتولُ أهلَ يد واحدة على من خالف مِلّتَهُما۔ "

(تفسير الطبری ج۵ ص ۳۵ ط: دار الفکر)

''اپنے آپ کو قتل نہ کرو'' فرما کر اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہے کہ ایک دوسرے کو قتل نہ کرو، جب کہ تم ایک ہی ملت، ایک ہی دعوت اور ایک ہی دین والے ہو۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے تمام اہل اسلام کو ایک دوسرے کا ایک حصہ قرار دیا ہے، اور جو شخص ان مسلمانوں میں سے کسی کو قتل کرے، اُس کو ایسا قرار دیا ہے جیسے اُس نے خود اپنے آپ کو قتل کر دیا ہو، کیونکہ قاتل اور مقتول دونوں دراصل ان کے دین کے مخالف لوگوں کیلئے ایک دوسرے کے دست و بازو ہوتے ہیں۔ ''

نیز قرآن کریم کا ارشاد ہے:

"وَلَا تَقْتُلُوْا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُوْرًا (الإسراء ۳۳)

اور جس جان کو اللہ نے حرمت عطا کی ہے، اُسے قتل نہ کرو، الا یہ کہ تمہیں (شرعاً) اس کا حق پہنچتا ہو، اور جو شخص مظلومانہ طور پر قتل ہو جائے تو ہم نے اُس کے ولی کو (قصاص کا) اختیار دیا ہے، چنانچہ اُس پر لازم ہے کہ وہ قتل کرنے میں حد سے تجاوز نہ کرے۔ یقیناً وہ اس

لائق ہے کہ اُس کی مدد کی جائے۔"

ایک اور جگہ اللہ کے نیک بندوں کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد ہے:

"وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهِ مُهَانًا

(الفرقان ٦٨، ٦٩)

"اور جو اللہ کے ساتھ کسی بھی دوسرے معبود کی عبادت نہیں کرتے، اور جس جان کو اللہ نے حرمت بخشی ہے، اُسے ناحق قتل نہیں کرتے، اور نہ وہ زنا کرتے ہیں۔ اور جو شخص بھی یہ کام کرے گا، اُسے اپنے گناہ کے وبال کا سامنا کرنا پڑے گا۔ قیامت کے دن اُس کا عذاب بڑھا بڑھا کر دوگنا کر دیا جائے گا، اور وہ ذلیل ہو کر اُس عذاب میں ہمیشہ رہے گا۔"

ان دونوں آیتوں میں صرف مسلمانوں کے قتل ہی کی ممانعت نہیں ہے، بلکہ ہر اُس شخص کے قتل کی ممانعت ہے جس کی جان کو اللہ تعالیٰ نے حرمت بخشی ہے، چنانچہ اس میں وہ غیر مسلم بھی داخل ہیں جن کے ساتھ مسلمانوں نے امن کا یا ان کی جان و مال کی حفاظت کا معاہدہ کیا ہوا ہو۔

اس کے علاوہ بنی اسرائیل کی بداعمالیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اس بات کا خاص طور پر ذکر فرمایا ہے کہ وہ ایک دوسرے کو قتل کیا کرتے تھے۔ ارشاد ہے:

"وَإِذْ أَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَائَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ أَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ أَقْرَرْتُمْ وَأَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ثُمَّ أَنْتُمْ هٰؤُلَاءِ تَقْتُلُوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ

دِيَارِهِمْ تَظَاهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔

(البقرة ٨٤ و ٨٥)

”اور (یاد کرو) جب ہم نے تم سے پکا عہد لیا تھا کہ تم ایک دوسرے کا خون نہیں بہاؤ گے، اور اپنے آدمیوں کو اپنے گھروں سے نہیں نکالو گے، پھر تم نے اقرار کیا تھا، اور تم خود اس کے گواہ ہو۔ اس کے بعد (آج) تم ہی وہ لوگ ہو کہ اپنے ہی آدمیوں کو قتل کرتے ہو، اور اپنے ہی میں سے کچھ لوگوں کو ان کے گھروں سے نکال باہر کرتے ہو، اور ان کے خلاف گناہ اور زیادتی کا ارتکاب کرکے (انکے دشمنوں کی) مدد کرتے ہو۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر بڑے بڑے گناہوں کی فہرست بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

”قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ أَلَّا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَلَا تَقْتُلُوْا أَوْلَادَكُمْ مِّنْ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ وَلَا تَقْرَبُوْا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ذٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ (الأنعام ١٥١)

”(ان مشرکوں سے) کہو کہ آؤ، میں تمہیں پڑھ کر سناؤں کہ تمہارے پروردگار نے (درحقیقت) تم پر کونسی باتیں حرام کی ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اور غربت کی وجہ سے اپنے بچوں کو قتل نہ کرو، ہم تمہیں بھی رزق دیں گے، اور اُن کو بھی، اور بے حیائی کے کاموں کے پاس بھی نہ پھٹکو، چاہے وہ بے حیائی کھلی ہوئی ہو، یا چھپی ہوئی، اور جس جان کو اللہ

نے حرمت عطا کی ہے، اُسے کسی برحق وجہ کے بغیر قتل نہ کرو۔ لوگو! یہ ہیں وہ باتیں جن کی اللہ نے تاکید کی ہے، تاکہ تمہیں کچھ سمجھ آئے۔“

قرآن کریم کی ان ہدایات کے مطابق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مسلمانوں کو باہمی قتل وقتال سے روکنے کیلئے انتہائی تاکید کے ساتھ پُرزور الفاظ میں امت کو متنبہ فرمایا ہے۔

قتلِ ناحق کے بارے میں چالیس حدیثیں

نیچے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چالیس حدیثیں نقل کی جارہی ہیں جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو ناحق قتل کرنے پر سخت وعیدیں ارشاد فرمائی ہیں، اور مسلمانوں کو اس سنگین گناہ سے باز رہنے کی تلقین فرمائی ہے۔

(۱) حجۃ الوداع کے موقع پر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو عظیم خطبہ دیا، وہ امت کیلئے ایک ابدی وصیت نامہ تھا، اُس میں اس بات پر سب سے زیادہ زور دیا کہ مسلمان آپس میں ایک دوسرے کا خون نہ بہائیں۔ ارشاد فرمایا:

> ”فإن دمائكم وأموالكم“ قال محمد وأحسبه قال ”وأعراضكم حرام عليكم كحرمة يومكم هذا فى بلدكم هذا فى شهركم هذا وستلقون ربكم فيسألكم عن أعمالكم فلا ترجعن بعدى كفارا أو ضلالا يضرب بعضكم رقاب بعض ألا ليبلغ الشاهد الغائب فلعل بعض من يبلغه يكون أوعى له من بعض من سمعه“۔ ثم قال ”ألا هل بلغت“(صحيح البخارى، باب حجة الوداع

> حدیث ٤٤٠٦ ط: دار السلام، وصحیح مسلم، باب القسامة، حدیث ٤٣٥١ وهذااللفظ له، ط: دار القلم)
>
> یعنی ”تمہارے خون، تمہارے مال، اور (محمد بن سیرین کی روایت کے مطابق) تمہاری آبروئیں ایک دوسرے کیلئے ایسی ہی حرمت رکھتی ہیں جیسے تمہارے اس مہینے میں تمہارے اس شہر (مکہ) اور تمہارے اس دن (عیدالاضحیٰ) کی حرمت ہے۔ تم سب اپنے پروردگار سے جا کر ملو گے، پھر وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھے گا۔ لہٰذا میرے بعد پلٹ کر ایسے کافر یا گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔ خوب اچھی طرح سن لو کہ جو لوگ یہاں موجود ہیں، وہ ان لوگوں تک یہ بات پہنچا دیں جو موجود نہیں ہیں، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ جس کو یہ بات پہنچائی جائے، وہ اصل سننے والے سے زیادہ اُسے محفوظ رکھے۔“ پھر فرمایا: ”یاد رکھو، کیا میں نے پیغام پہنچا دیا؟“

اس حدیث میں جو فرمایا گیا ہے کہ: ”میرے بعد پلٹ کر ایسے کافر یا گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔“ اُسکا ایک مطلب یہ بیان فرمایا گیا ہے کہ یہ کافروں یا گمراہوں کا کام ہے کہ ایک دوسرے کو قتل کیا جائے، اور ایک مطلب یہ ہے کہ ایک دوسرے کو کافر یا گمراہ کہہ کر قتل نہ کرنا۔ (فتح الباری، کتاب الدیات، ج ۱۲ ص ۱۹۴)

(۲) نیز حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> ”أكبر الكبائر الإشراك بالله وقتل النفس وعقوق الوالدين وقول الزور.“ (صحيح البخاري، كتاب الديات، باب قول الله تعالىٰ ”من أحياها“ حديث نمبر ٦٨٧١)

یعنی ''کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑے گناہ یہ ہیں: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، اور کسی انسان کو قتل کرنا، اور والدین کی نافرمانی کرنا، اور جھوٹی بات کہنا۔''

(۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"سباب المسلم فسوق وقتاله كفر." (صحيح البخاري، كتاب الأدب، حديث ٦٠٤٤)

یعنی: ''کسی مسلمان کو گالی دینا گناہ کا کام ہے، اور اُسے قتل کرنے کیلئے لڑنا کفر ہے۔''

(۴) اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" اجتنبوا السّبع الموبقات ـ قيل: يا رسول الله! وما هنّ؟ قال: الشّرك بالله، والسحر، وقتل النفس التى حرّم الله إلا بالحق، وأكل مال اليتيم، وأكل الربا، والتولى يوم الزحف، وقذف المحصنات الغافلات المؤمنات ـ"

(صحيح مسلم، كتاب الايمان، حديث ٢٧١)

یعنی ''سات مہلک کاموں سے بچو۔ پوچھا گیا کہ یارسول اللہ! وہ سات کام کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، اور جادو کرنا، اور کسی ایسے انسان کو ناحق قتل کرنا جسے اللہ نے حرمت بخشی ہے، اور یتیم کا مال کھانا، اور سود کھانا، اور جہاد میں پیٹھ پھیرنا، اور بھولی بھالی پاک دامن مسلمان عورتوں پر تہمت لگانا۔''

(۵) اور حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”إذا التقى المسلمان بسيفيهما فالقاتل والمقتول فى النار.“ فقلت يارسول الله ! هذاالقاتل فما بال المقتول؟ قال:انه كان حريصا على قتل صاحبه.“ (صحيح البخارى، كتاب الايمان، حديث ٣١)

یعنی ”جب دو مسلمان تلواریں لے کر ایک دوسرے کے سامنے آجائیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں ہونگے“ میں نے پوچھا کہ قاتل کی بات تو سمجھ میں آتی ہے، مگر مقتول کیوں جہنم میں جائیگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”وہ اپنے سامنے والے کو قتل کرنا چاہتا تھا۔“

اور صحیح مسلم میں اس حدیث کے یہ الفاظ مروی ہیں:

” إذا المسلمان حمل أحدهما على أخيه السلاح فهما على جرف جهنم فإذا قتل أحدهما صاحبه دخلاها جميعا“(صحيح مسلم كتاب الفتن وأشراط الساعة باب إذا تواجه المسلمان بسيفيهما، حديث ٧٢١٢)

یعنی ”جب دو مسلمان ایک دوسرے کے خلاف ہتھیار اٹھالیں تو وہ جہنم کے کنارے پر ہوتے ہیں، پھر جب ان میں سے ایک دوسرے کو قتل کر ڈالے تو دونوں جہنم میں داخل ہوجاتے ہیں۔“

(٦) اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”لن يزال المؤمن فى فسحة من دينه مالم يصب دما حراما“ (صحيح البخارى كتاب الديات، حديث ٦٨٦٢)

یعنی ”ایک مسلمان شخص کو اپنے دین کے معاملے میں اُس وقت

تک (معافی کی) گنجائش رہتی ہے جب تک وہ حرام طریقے سے کسی کا خون نہ بہائے"

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کسی کا ناحق خون بہانے کے بعد معافی کا امکان بہت دور ہو جاتا ہے۔ (فتح الباری ج ۱۲ ص ۱۸۸)

(۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی مروی ہے:

"من حمل علینا السلاح فلیس منّا، (صحیح البخاری، کتاب الدیات، حدیث ٦٨٧٤)

یعنی "جو شخص ہم (مسلمانوں) پر ہتھیار اُٹھائے، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔"

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"ان من ورطات الأمور التی لامخرج لمن أوقع نفسه فیها سفك الدم الحرام بغیر حله." (صحیح البخاری، کتاب الدیات، حدیث ٦٨٦٣)

یعنی: "جن مشکل کاموں میں اپنے آپ کو پھنسا کر آدمی کے لیے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہوتا، اُن میں سے ایک یہ ہے کہ وہ کسی کا حرمت والا خون ایسے طریقے پر بہائے جو اُس کے لئے حلال نہ ہو"

اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو ناحق قتل کرنے کے بعد اس گناہ کی معافی اس لئے سخت مشکل ہے کہ اس گناہ کا تعلق حقوق العباد سے ہے، اور بندوں کے حقوق صرف توبہ سے معاف نہیں ہوتے، جب تک وہ شخص معاف نہ کرے جس کی حق تلفی کی گئی، اور قتل ہو جانے کے بعد اُس سے معافی مانگنے کا کوئی راستہ نہیں رہتا۔

(۸) اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”لایحلّ دم امرئ مسلم یشهد أن لا اله الاالله وأنی رسول الله الاّ باحدی ثلاث: النفس بالنفس، والثیب الزانی، والمفارق لدینه التارك للجماعة.“

(صحیح البخاری، کتاب الدیات، حدیث ٦٨٧٨)

یعنی: ”جو مسلمان اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں، اُس کا خون تین صورتوں کے سوا کسی اور صورت میں حلال نہیں ہے، ایک یہ کہ اُس نے کسی کی جان لی ہو جسکے بدلے میں اُسکی جان لی جائے، دوسرے یہ کہ شادی شدہ ہونے کے باوجود اُس نے زنا کیا ہو، اور تیسرے یہ کہ اُس نے اپنے دین کو چھوڑ کر (مسلمانوں کی) جماعت سے علیحدگی اختیار کر لی ہو۔“

(۹) اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”أبغض الناس الی الله ثلاثة: ملحد فی الحرم، ومبتغ فی الإسلام سنة الجاهلیة، ومطّلب دم امرئ بغیر حق لیهریق دمه.“

(صحیح البخاری، کتاب الدیات، حدیث ٦٨٨٢)

یعنی ”اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ بغض تین آدمیوں سے ہے۔ ایک وہ شخص جو حرم میں بے دینی کا ارتکاب کرے، دوسرے وہ جو اسلام میں جاہلیت کے طریقے کو جاری کرنا چاہے، اور تیسرے وہ شخص جو ناحق کسی انسان کا خون بہانے کے لیے اُس کے خون کا طلب گار ہو۔“

(۱۰) اور حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور

اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”من استطاع أن لا يُحال بينه و بين الجنة بملأ كف من دم هراقه فليفعل.“(صحيح البخاري، كتاب الأحكام، باب من شاق شق الله عليه، حديث ٧١٥٢)

”جو شخص یہی کر سکے تو کر لے کہ اُس کے اور جنت کے درمیان ایسا مٹھی بھر خون بھی حائل نہ ہو جو اُس نے کسی کا بہایا ہو۔“

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے کا تھوڑا سا خون بھی ناحق بہائے تو وہ اُس کے جنت میں جانے سے رکاوٹ بن جائے گا، لہٰذا انسان کو چاہئے کہ کم از کم جنت میں جانے کی اس رکاوٹ سے تو اپنے آپ کو بچالے۔

(۱۱) اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”لزوال الدنيا أهون عند اللّٰه من قتل رجل مسلم.“ (سنن النسائي، كتاب المحاربة، حديث ٣٩٩٢، ط: دار السلام)

یعنی: ”اللہ تعالیٰ کے نزدیک پوری دنیا کا ختم ہو جانا کسی مسلمان کے قتل سے بہتر ہے“

(۱۲) اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”مَن قَتَلَ مؤمنا فاغتَبَطَ بقتله: لم يَقبل الله منه صَرفا ولا عَدلا“(سنن ابی داود، کتاب الفتن، حدیث ٤٢٧٠، ط: دار السلام)

”جو شخص کسی مسلمان کو قتل کر کے خوش ہو، اللہ تعالیٰ نہ اسکی توبہ

قبول کرینگے، اور نہ کوئی فدیہ (اور اس کا ایک ترجمہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ نہ نفلی عبادت قبول کرینگے، اور نہ فرض عبادت)

(۱۳) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

"رأيت رسول الله صلى الله عليه و سلم يطوف بالكعبة ويقول ما أطيبك وأطيب ريحك! ما أعظمك وأعظم حرمتك ! والذى نفس محمد بيده لحرمة المؤمن أعظم عند الله حرمة منك ـ ماله ودمه وأن نظن به إلا خيرا" (سنن ابن ماجه، ابواب الفتن، حديث ۳۹۳۲، ط: دار السلام)

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کعبہ کا طواف کررہے ہیں، اور (کعبے سے خطاب کرتے ہوئے) فرمارہے ہیں کہ: "تو کتنا پاک ہے! اور تیری خوشبو کتنی اچھی ہے! تو کتنا عظیم ہے! اور تیری حرمت کتنی بڑی ہے! قسم اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے، یقیناً ایک مؤمن کی حرمت اللہ تعالیٰ کے نزدیک تیری حرمت سے بھی زیادہ عظیم ہے، اُس کے مال کی بھی، اُس کے خون کی بھی، اور اس بات کی بھی کہ ہم اُس کے بارے میں اچھے گمان کے سوا کوئی اور گمان کریں۔"

اس حدیث کی سند میں ایک راوی کو بعض حضرات نے ضعیف کہا ہے، جب کہ ابن حبانؒ نے اُن کی توثیق کی ہے، (مصباح الزجاجہ ۴:۱۶۴) لیکن یہی مضمون حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت جابر اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی مختلف سندوں سے مروی ہے (شعب الایمان للبیہقی، حدیث ۶۷۰۶، و۴۰۱۴ معجم کبیر للطبرانی ۱۰۹۶۶، معجم اوسط ۵۷۱۹، مجمع الزوائد ج۱ ص ۲۵۵) جس کی وجہ سے علماء نے فرمایا ہے

کہ یہ حدیث قابل قبول ہے (فیض القدیر ج ۵ ص ۳۶۶)

(۱۴) اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”کل ذنب عسى الله أن يغفره يوم القيامة إلا من مات مشركا أو قتل مؤمنا متعمدا“

رواه البزار ورجاله ثقات. (مجمع الزوائد، كتاب الفتن، باب حرمة دماء المسلمين، حديث ۱۲۲۹۸، ط: دار الكتب العلمية)

یعنی ”ہر گناہ کے بارے میں یہ امید ہوسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کو معاف فرمادے، سوائے اُس شخص کے جو مشرک ہونے کی حالت میں مرا ہو، یا جس نے کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کیا ہو۔“

(۱۵) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ ایک موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”لو أن أهل السماء والأرض اجتمعوا على قتل مسلم لعذبهم الله بلا عدد ولا حساب“ رواه الطبراني ورجاله رجال الصحيح غير عطاء بن أبي مسلم وثقه ابن حبان وضعفه جماعة. (مجمع الزوائد، كتاب الفتن، باب حرمة دماء المسلمين، حديث ۱۲۳۰۱)

یعنی: ”اگر آسمان وزمین کے تمام لوگ کسی ایک مسلمان کو قتل کرنے کیلئے جمع ہو جائیں، تو اللہ اُن سب کو گنتی اور حساب کے بغیر عذاب دے گا۔“

(١٦) اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> "إذا مشى الرجل إلى الرجل فقتله فالمقتول في الجنة و القاتل في النار" رواه الطبراني في الأوسط و رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، كتاب الفتن، باب حرمة دماء المسلمين، حديث ١٢٣٠٤)
>
> یعنی: "جب کوئی شخص دوسرے کے پاس جا کر اُسے قتل کر دے تو مقتول جنت میں ہوگا، اور قاتل جہنم میں۔"

یہ حدیث امام ابوداودؒ نے بھی روایت کی ہے، اور اُس کے شروع میں حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں مدینہ کے ایک راستے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے جا رہا تھا کہ وہ ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں کسی کا سر لٹکا ہوا تھا (یعنی کسی نے قتل کر کے سر لٹکا دیا تھا) اُسے دیکھ کر حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا: "اس کا قاتل بدبخت ہے۔" اور پھر یہ حدیث سنائی۔ (ابوداود، کتاب الفتن، حدیث ۴۲۶۰)

(١٧) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کسی نے پوچھا کہ کیا قاتل کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ انہوں نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ: "یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟" اُس نے سوال دہرایا تو دوبارہ آپ نے یہی فرمایا، اور پھر یہ حدیث سنائی:

> سمعت نبيكم صلى الله عليه و سلم يقول : "يأتي المقتول متعلقا رأسه بإحدى يديه ملببا قاتله باليد الأخرى تشخب أوداجه دما حتى يأتي به العرش فيقول المقتول لرب العالمين : هذا قتلني فيقول الله للقاتل : تعست و يذهب به إلى النار" رواه الطبراني في الأوسط

ورجاله رجال الصحيح. ("مجمع الزوائد-، كتاب الفتن، باب حرمة دماء المسلمين- ١٢٣٠٦)

"میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: "جس شخص کو (دنیا میں) قتل کیا گیا ہو، وہ اپنا سر اپنے ہاتھوں میں لٹکا کر اپنے قاتل کو لپیٹ کر لائیگا، جب کہ اُسکی رگیں خون سے ابل رہی ہونگی، یہاں تک کہ وہ عرش کے پاس آ کر رب العالمین سے کہے گا کہ "اس نے مجھے قتل کیا تھا" تو اللہ تعالیٰ قاتل سے فرمائیں گے کہ: "بربادی ہے تیری! اور اُسے جہنم میں لے جائینگے۔"

(۱۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لا يقتل القاتل حين يقتل وهو مؤمن" رواه البزار(مجمع الزوائد، كتاب الفتن، باب حرمة دماء المسلمين حديث ١٢٢٩٢)

یعنی "جس وقت کوئی قاتل قتل کرتا ہے، اُس وقت وہ مؤمن نہیں ہوتا"

(۱۹) اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"من شرك في دم حرام بشطر كلمة جاء يوم القيامة مكتوب بين عينيه: آيس من رحمة الله"

رواه الطبراني وفيه عبد الله بن خراش ضعفه البخاري وجماعة ووثقه ابن حبان وقال: ربما أخطأ وبقية رجاله ثقات. (مجمع الزوائد، كتاب الفتن، باب حرمة دماء المسلمين- ١٢٣١٥)

''جو شخص کسی کا حرام طریقے سے خون بہانے میں ایک لفظ بول کر بھی شریک ہوگا، وہ قیامت کے دن اس طرح آئیگا کہ اُسکی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا: ''اللہ کی رحمت سے مایوس''۔

(۲۰) حضرت مرثد بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی شخص کسی کو قتل کے ارتکاب کا حکم دے تو اُس کا کیا حکم ہے؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"قسمت النار سبعين جزءا فللآمر تسعة وستون وللقاتل جزء وحسبه" رواه أحمد ورجاله رجال الصحيح غير محمد بن إسحاق وهو ثقة ولكنه مدلس۔ ("مجمع الزوائد، كتاب الفتن، باب فيمن قتل مسلما۔ حديث ۱۲۳۲۰)

یعنی: ''آگ کے ستر حصے کئے جائیں تو قتل کا حکم دینے والے کے لیے انہتر حصے ہونگے، اور قتل کرنے والے کا ایک حصہ، اور وہی اُس کے لیے کافی ہوجائیگا''

(۲۱) اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"يؤتى بالقاتل والمقتول يوم القيامة فيقول: أي رب سل هذا فيم قتلني فيقول: أي رب أمرني هذا۔ فيؤخذ بأيديهما جميعا فيقذفان في النار" رواه الطبراني ورجاله كلهم ثقات۔ (مجمع الزوائد، كتاب الفتن، باب فيمن قتل مسلما۔ حديث ۱۲۳۲۲)

''قیامت کے دن قاتل اور مقتول کو لایا جائے گا، تو مقتول کہے گا

کہ: ”یارب! اس سے پوچھئے کہ اس نے مجھے کس بات پر قتل کیا؟ قاتل (ایک اور شخص کی طرف اشارہ کرکے) کہے گا کہ مجھے اس نے حکم دیا تھا۔ چنانچہ دونوں کے ہاتھ پکڑ کر انہیں آگ میں پھینک دیا جائے گا۔“

(۲۲) حضرت عیاض انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”إن لا إله إلا الله كلمة على الله كريمة لها عند الله مكان وهي كلمة من قالها صادقا أدخله الله بها الجنة ومن قالها كاذبا حقنت دمه وأحرزت ماله ولقي الله غدا فحاسبه“ رواه البزار ورجاله موثقون إن كان تابعيه عبد الرحمن بن عبد الله بن مسعود. (مجمع الزوائد، كتاب الايمان، باب في ما يحرم دم المرء وماله، حديث ٥٥)

یعنی: ”لا إله إلا الله“ کا کلمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت باعزت ہے، اور اُس کا اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا درجہ ہے۔ اور یہ ایسا کلمہ ہے کہ اگر کوئی سچے دل سے کہے تو اللہ اُس کو اس کلمے کی وجہ سے جنت میں داخل کرے گا، اور اگر جھوٹ بھی کہے تو (دنیا میں) یہ کلمہ اُس کے خون کو حرمت والا بنادے گا، اور اُس کے مال کو محفوظ کرلے گا، پھر جب وہ اللہ تعالیٰ کے پاس جائے گا تو وہ (اُس کے جھوٹ کا) حساب لے گا۔“

(۲۳) اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

”لا يزال المؤمن مُعنِقاً صالحا مالم يُصب دما حراما، فاذا أصاب دما حراما بلّح.“ (سنن ابی داود كتاب الفتن،

حديث ٤٢٧٠)

مسلمان نیک بن کر ہلکا پھلکا (جنت کے راستے پر) اس وقت تک چلتا رہتا ہے جب تک وہ کسی کے حرام خون میں اپنے آپ کو ملوث نہ کرے، مگر جب حرام خون میں ملوث کر لے تو اٹک کر رہ جاتا ہے۔''

(۲۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أبى الله أن يجعل لقاتل المؤمن توبة ـ طب والضياء في المختارة (كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال، كتاب القصاص، حديث ٣٩٨٨٢، ط: مؤسسة الرسالة)

''اللہ تعالیٰ نے اس بات سے انکار کیا ہے کہ وہ کسی مؤمن کے قاتل کی توبہ قبول کرے۔''

(۲۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من أشار إلى أخيه بحديدة فإن الملائكة تلعنه حتى يدعه وإن كان أخاه لأبيه وأمه ـ (صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، حديث ٦٦٢٥)

''جو شخص اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرے، تو اُس پر فرشتے اُس وقت تک لعنت بھیجتے رہتے ہیں جب تک وہ یہ کام چھوڑ نہ دے چاہے وہ شخص اس کا سگا بھائی کیوں نہ ہو۔''

(۲۶) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إذا شهر المسلم على أخيه سلاحا فلا تزال ملائكة الله تلعنه حتى يشيمه عنه البزار عن أبي بكرة۔ (كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال، كتاب القصاص، حديث ٣٩٨٨٦) [رواه البزار في مسند أبي بكرة رضي الله عنه، حديث ٣٦٤١، ط: مكتبة العلوم والحكم، المدينة المنورة)

”جب کوئی مسلمان اپنے بھائی پر ہتھیار اُٹھالیتا ہے تو اُس پر فرشتے لعنت بھیجتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ اُس سے ہتھیار کو دور نہ کردے۔“

(۲۷) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أول ما يقضى بين الناس بالدماء۔ (صحيح البخاري، كتاب الرقاق، حديث ٦٥٣٣)

”قیامت کے دن لوگوں کے درمیان جس بات کا فیصلہ سب سے پہلے ہوگا، وہ خونریزی کے معاملات ہیں۔“

(۲۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لجهنم سبعة أبواب باب منها لمن سل السيف على أمتي، أو قال: علىٰ أمة محمد۔ [قال أبو عيسى]: هذا حديث غريب، لا نعرفه إلا من حديث مالك بن مغول (جامع الترمذي، كتاب التفسير، حديث ٣١٢٣، ط: دار السلام)

”جہنم کے سات دروازے ہیں، جن میں سے ایک دروازہ اُن لوگوں کے لیے ہے جو میری امت پر تلوار کھینچیں۔“

(٢٩) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من أشار بحديدة إلى أحد من المسلمين يريد قتله فقد وجب دمه۔ (رواه الحاكم في مستدركه، كتاب قتال أهل البغي، و قال: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه۔ وأقره الذهبي، حديث ٢٦٦٩، ط: دار الكتب العلمية)

”جو کوئی شخص کسی بھی مسلمان کی طرف اُسے قتل کرنے کے ارادے سے ہتھیار کا اشارہ کرے، اُس کا خون کرنا واجب ہے۔“

(٣٠) حضرت عقبہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إن الله أبى على الذي قتل مؤمنا ثلاث مرات۔ (سنن النسائي الكبرىٰ، كتاب السير، حديث ٨٥٩٣، دار الكتب العلمية)

”جو شخص کسی مسلمان کو قتل کرے، اُس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے مجھ سے تین بار (معاف کرنے سے) انکار فرمایا۔“

(٣١) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إذا أصبح إبليس بث جنوده فيقول: من أضل اليوم مسلما ألبسته التاج فيجيء أحدهم فيقول: لم أزل به

حتى عق والده فقال : يوشك أن يبره و يجيء أحدهم.... و يجيء أحدهم فيقول لم أزل به حتى طلق امرأته فيقول : يوشك أن يتزوج و يجيء أحدهم فيقول : لم أزل به حتى أشرك فيقول : أنت أنت و يجيء أحدهم فيقول : لم أزل به حتى قتل فيقول : أنت أنت و يلبسه التاج . هذا حديث صحيح الإسناد و لم يخرجاه(وفى تعليق الذهبي فى التلخيص : صحيح) (المستدرك على الصحيحين للحاكم، كتاب الحدود، حديث ۸۰۲۷)

یعنی ''ابلیس صبح کو اپنے لشکر بھیجتا ہے، پھر کہتا ہے کہ آج جس کسی نے کسی مسلمان کو گمراہ کیا ہوگا، میں اُسکو تاج پہناؤں گا۔ چنانچہ ان میں سے ایک (شیطان) آ کر کہتا ہے کہ میں فلاں شخص کے پیچھے لگا رہا، یہاں تک کہ اُس نے اپنے والدین کی نافرمانی کی۔ ابلیس کہتا ہے کہ کچھ بعید نہیں کہ وہ اُن کے ساتھ اچھا سلوک شروع کر دے، پھر دوسرا کہتا ہے کہ میں فلاں کے پیچھے لگا رہا، یہاں تک کہ اُس نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی۔ اس پر ابلیس کہتا ہے کہ کچھ بعید نہیں کہ وہ کسی اور سے شادی کر لے۔ پھر ایک اور شیطان آتا ہے، اور کہتا ہے کہ میں فلاں شخص کے پیچھے لگا رہا، یہاں تک کہ اُس نے شرک کا ارتکاب کرلیا۔ اس پر ابلیس کہتا ہے کہ ہاں تو ہے (جس نے بہت اچھا کام کیا) پھر ایک اور آتا ہے، اور کہتا ہے کہ میں فلاں کے پیچھے لگا رہا، یہاں تک کہ اُس نے کسی کو قتل کر ڈالا۔ اس پر ابلیس کہتا ہے کہ ہاں تو ہے (جس نے سب سے اچھا کام کیا) اور اُسے تاج پہنا دیتا ہے۔''

یہ حدیث امام ابونعیمؒ نے حلیۃ الاولیاء میں بھی روایت کی ہے، اور اُس میں یہ الفاظ

ہیں کہ جب قاتل ابلیس کو اپنے کارنامے کی خبر دیتا ہے تو:

”فیصیح صیحة یجتمع إلیه الجنّ فیقولون: یا سیدنا ما الذی فرّحك فیقول: حدثنی فلان أنه لم یزل برجل من بنی آدم یفتنه و یصده حتی قتل رجلا فدخل النار فیجیزه و یکرمه کرامة لم یکرم بها أحدا من جنوده ثم یدعو بالتاج فیضعه علی رأسه و یستعمله علیهم ۔(رواه ابو نعیم فی الحلیة فی ترجمة فضیل بن عیاض)

وہ (خوشی سے) اتنا چیخ اُٹھتا ہے کہ جنات اُس کے پاس جمع ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جناب والا! آپ کو کس بات سے اتنی خوشی ہوئی ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ مجھے فلاں شیطان نے یہ بات بتائی ہے کہ وہ آدم کے بیٹوں میں سے ایک کے پیچھے لگا رہا، یہاں تک کہ اُس نے ایک قتل کر ڈالا اور جہنم میں چلا گیا۔ چنانچہ وہ اُس شیطان کی ایسی عزت کرتا ہے جو اپنے لشکر میں سے کسی اور کی نہیں کی، پھر اُسکے سر پر تاج رکھتا ہے اور اسے ان کا سربراہ بنا دیتا ہے۔“

(۳۲) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إن أعدی الناس علی الله من قتل فی الحرم أو قتل غیر قاتله أو قتل بذحول الجاهلیة ـحم عن ابن عمرو۔ (رواه الإمام أحمد فی مسنده فی مسند عبد الله بن عمرو رضی الله عنه۔ وعلق الشیخ الأرنؤوط علیه فقال: إسناده حسن ولبعضه شواهد یصح بها، حدیث ٦٦٨١، ط: مؤسسة الرسالة)

اللہ تعالیٰ کے ساتھ سب سے زیادہ سرکشی کرنے والا وہ ہے جو حرم میں کسی کو قتل کرے، یا کسی ایسے شخص کو قتل کرے جس نے اُس کے قتل کا اقدام نہ کیا ہو، یا جاہلیت کی دشمنیوں کی بنا پر کسی کو قتل کرے۔“

(۳۳) حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”خمس ليس لهن كفارة الشرك بالله عز و جل وقتل النفس بغير حق أو نهب مؤمن أو الفرار يوم الزحف أو يمين صابرة يقتطع بها مالا بغير حق“ (مسند احمد، في مسند أبي هريرة رضي الله تعالى عنه حديث ٨٧٣٧)

پانچ چیزیں ایسی ہیں جن کا کوئی کفارہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، اور ناحق کسی کو قتل کرنا، یا کسی مؤمن کو لوٹنا یا جہاد کے دن بھاگ جانا، یا کوئی جھوٹی قسم کھا کر کسی کا مال ناحق اُڑا لینا۔“

(۳۴) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَبشِرُوا أَبشِرُوا أَبشِرُوا من صلى الصلوات الخمس واجتنب الكبائر السبع دخل من أي أبواب الجنة شاء: عقوق الوالدين والشرك بالله وقتل النفس وقذف المحصنات وأكل مال اليتيم والفِرار من الزحف وأكل الربا۔ الطبراني عن ابن عمرو (جمع الجوامع أو الجامع الكبير للسيوطي حرف الهمزة:، رقم ١٤٢، المكتبة الشاملة)

''خوشخبری سنو، خوشخبری سنو، خوشخبری سنو! جو شخص پانچوں نمازیں پڑھے، اور سات کبیرہ گناہوں سے بچے تو وہ جنت میں جس دروازے سے چاہے، داخل ہوجائے: والدین کی نافرمانی، اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ماننا، اور کسی کو قتل کرنا، اور پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا، اور جہاد میں بھاگ کھڑا ہونا، اور سود کھانا۔''

(٣٥) عمرو بن الحمقؓ سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''من أمن رجلا على دمه فقتله فأنا برىء من القاتل وإن كان المقتول كافرا'' رواه الطبراني بأسانيد كثيرة وأحدها رجاله ثقات. (مجمع الزوائد، كتاب الديات، باب فيمن أمنه أحد على دمه_١٠٧١٢)

''جو شخص کسی کو اُس کی جان کے بارے میں بے خوف کردے، پھر بھی وہ اُسے قتل کرڈالے تو میں قاتل سے بری ہوں، چاہے مقتول کافر ہی کیوں نہ ہو۔''

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں روایت کیا ہے:

''إذا اطمأن الرجلُ إلى الرجلِ ثم قتله بعد ما اطمأن إليه نصبَ له يومَ القيامةِ لواء غدرٍ.''

(أخرجه الحاكم، كتاب الحدود، رقم ٨٠٤٠ وقال: صحيح الإسناد، ووافقه الذهبى)

''جب کوئی شخص دوسرے آدمی کی طرف سے مطمئن ہو، پھر بھی وہ اُسے قتل کردے تو ایسے شخص کیلئے قیامت کے دن غداری کا جھنڈا نصب کیا جائیگا۔''

(۳۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تلوار کی نیام میں یہ تحریر ملی تھی کہ:

إن أشد الناس عتوّا رجل ضرب غير ضاربه و رجل قتل غير قاتله و رجل تولى غير أهل نعمته فمن فعل ذلك فقد كفر بالله ورسوله لا يقبل منه صرف ولا عدل۔"(مستدرك الحاكم: كتاب الحدود ٨٠٢٤، صحيح الاسناد ولم يخرجاه، ووافقه الذهبي)

"تمام لوگوں میں سب سے زیادہ سرکش وہ شخص ہے جو کسی ایسے آدمی کو مارے جس نے اُسے نہ مارا ہو، نیز وہ شخص جو کسی ایسے آدمی کو قتل کرے جس نے اُس کے قتل کا اقدام نہ کیا ہو، اور وہ شخص جو اپنے آپ کو اُس خاندان کی طرف منسوب کرے جو اُس کا خاندان نہ ہو۔ اور جس شخص نے یہ کام کیے، اُس نے اللہ اور اُس کے رسول کا انکار کیا، اُس سے نہ کوئی فرض عبادت قبول ہوگی، اور نہ نفلی عبادت۔"

(۳۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لا حرج إلا في قتل المسلم ثلاثا،

"کسی بھی کام میں اتنی تنگی نہیں ہے (کہ اُسکی معافی کی امید نہ ہو) سوائے کسی مسلمان کو قتل کرنے کے (کہ اسکی معافی بہت مشکل ہے) اور یہ بات تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔

اس حدیث کو روایت کر کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”لو ان الناس تابعونی إلا رجل لم یسدد سلطانی إلا به ما قتلته۔“ (مسند عبد الله بن المبارك ٢٥٦، دار النشر: مكتبة المعارف، الرياض، الطبعة: الأولى تحقيق: صبحي البدري السامرائي)

”اگر تمام لوگ میری تابعداری کر لیں، صرف ایک شخص رہ جائے جس کے بغیر میری حکومت قائم نہ رہ سکتی ہو، تب بھی میں اُسے قتل نہیں کروں گا۔“

(۳۸) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من صلى الصبح فهو فى ذمة الله فلا تخفروا الله فى عهده فمن قتله طلبه الله حتى يكبه فى النار على وجهه.“ (رواه ابن ماجه، كتاب الفتن، باب المسلمون فى ذمة الله عز وجل، ٣٩٤٥، قال البوصيرى : هذا إسناد رجاله ثقات إلا أنه منقطع ... ورواه الطبرانى فى الكبير بسند صحيح۔ مصباح الزجاجة، ج ٤ ص١٦٧ ط:دار العربية)

”جس شخص نے صبح کی نماز پڑھ لی، وہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں آ گیا، لہٰذا اللہ تعالیٰ کی اس ذمہ داری کی بے حرمتی مت کرو۔ چنانچہ جو کوئی اس کو قتل کرے گا، اللہ اُسے طلب کرے گا، یہاں تک کہ اُسے منہ کے بل آگ میں پھینک دے گا۔“

(۳۹) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”یخرج عنق من النار یوم القیامة فتکلم بلسان طلق

ذلق لها عینان تبصر بهما ولها لسان تكلم به فتقول إنی أمرت بمن جعل مع الله إلها آخر وبكل جبار عنید وبمن قتل نفسا بغیر نفس فتنطلق بهم قبل سائر الناس بخمسمائة عام وفی روایة فتنطوی علیهم فتقذفهم فی جهنم۔ رواه البزار واللفظ له وأحمد باختصار وأبو یعلی بنحوه والطبرانی فی الأوسط وأحد إسنادی الطبرانی رجاله رجال الصحیح۔ (مجمع الزوائد، كتاب صفة اهل النار، حدیث ١٨٦١٣، ١٨٦١٤)

”قیامت کے دن جہنم سے ایک گردن نمودار ہوگی، اور وہ ایک تیز چلتی ہوئی زبان سے باتیں کرے گی، اُس کی دو آنکھیں ہونگی جن سے وہ دیکھے گی، اور ایک زبان ہوگی جس سے وہ بات کرے گی، اور کہے گی: مجھے ہر اُس شخص پر تعینات کیا گیا ہے جس نے اللہ کے سوا کسی اور کو معبود بنایا، اور ہر اُس شخص پر جو ظالم و جابر ہو، اور ہر اُس شخص پر جس نے کسی جان کے بدلے کے بغیر کسی کی جان لی ہو۔ پھر وہ ایسے سب لوگوں کو دوسروں سے پانچ سو سال پہلے لے کر چلی جائے گی، اور ان سب کو جہنم میں پھینک دے گی۔“

(۴۰) حضرت صنابح بن اعسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أنا فرطكم على الحوض وأنا مكاثر بكم الأمم فلا تقتتلوا بعدی“ (أخرجه أحمد ٤۔ ٣٥١، رقم ١٩١٠٩، وعبدالله بن مبارك فی مسنده، كتاب من الفتن ج ١ ص ٢٤٣ وابن حبان (١٤۔ ٣٥٧، رقم ٦٤٤٦) وابن قانع

> (٢-٣٢) والطبرانی (٨-٧٩، رقم ٧٤١٥) والضیاء (٨-٥٤، رقم ٤٤) وأشار الیه الترمذی فی أول کتابه، وأخرجه ابن ماجه باسم الصنابحی)
>
> میں حوض (کوثر) پر تمہارا پیش رو بن کر جاؤں گا، اور میں تمہارے ذریعے دوسری امتوں کے مقابلے میں اپنی امت کو زیادہ تعداد میں دیکھنا چاہوں گا، لہٰذا میرے بعد ایک دوسرے کو ہرگز قتل نہ کرنا۔"
>
> یہی حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے (أخرجہ الطبرانی ١٠-١٨٥، رقم ١٠٤٠٢) والخطیب ٧-٢٣٧ وابن عساکر ٥١-٢١٦)

اوپر جو چالیس احادیث ذکر کی گئی ہیں، اُن میں بہت سی حدیثیں ایسی ہیں جن میں صرف مسلمان کی نہیں، بلکہ کسی بھی انسان کی ناحق جان لینے کی مذمت اور اُس پر وعیدیں ارشاد فرمائی گئی ہیں، چاہے وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم، لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر اُن غیر مسلموں کو قتل کرنے پر بھی سخت وعید ارشاد فرمائی ہے جو مسلمانوں کے ملک میں معاہدے کے تحت امن سے رہتے ہوں، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

> "من قتل معاهدا لم یرح رائحة الجنة، وإن ریحها یوجد من مسیرة أربعین عاما" (صحیح البخاری، کتاب الجزیة، حدیث ٣١٦٦)
>
> جو شخص کسی ایسے غیر مسلم کو قتل کرے جس کے ساتھ معاہدہ ہو، وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھے گا، جب کہ اُسکی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے بھی محسوس کی جاسکتی ہے۔"

نیز حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> ”من یخفر ذمتی کنت خصمه ومن خاصمته خصمته“ رواه الطبرانی فی الکبیر والأوسط ورجاله ثقات. (مجمع الزوائد کتاب الدیات، باب فیمن قتل معاهدا۔ ۱۰۷۵٤)

> ”جس غیر مسلم کی حفاظت کا میں نے ذمہ لیا ہے، جو کوئی اُس کی بے حرمتی کرے گا، میں اُس کا دشمن ہوں گا، اور جس کا میں دشمن ہو جاؤں، میں اُسے شکست دیدوں گا۔“

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب زخمی ہوئے تو وفات سے پہلے اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو بہت سی وصیتیں فرمائیں، اُن وصیتوں میں سے ایک وصیت یہ تھی:

> ”وأوصیه بذمة الله وذمة رسول الله صلی الله علیه وسلم أن یوفی لهم بعهدهم وأن یقاتل من وراءهم ولا یکلّفوا الا طاقتهم.“ (صحیح البخاری، کتاب فضائل أصحاب النبی ﷺ حدیث ۳۷۰۰)

> ”اور میں اُسے وصیت کرتا ہوں کہ جن غیر مسلموں کی اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ذمہ داری لی ہے، اُن کے ساتھ کیے ہوئے عہد کو پورا کیا جائے، اور اُن کے دفاع میں جنگ کی جائے، اور ان پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالا جائے۔“

خانہ جنگی سے اجتناب کی ہدایات

قرآن وحدیث کے مذکورہ بالا ارشادات سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کسی انسان کی ناحق جان لینا کس قدر سنگین جرم ہے۔ اسی لئے قرآن وسنت کی ہدایات میں قدم قدم پر یہ فکر نظر آتی ہے کہ مسلمانوں کے باہمی جھگڑوں اور آپس کی خانہ جنگی سے آخری حد تک بچا جائے۔ خانہ جنگی عام طور سے اُس وقت پیدا ہوتی ہے جب لوگوں کو حکومت وقت سے شکایات پیدا ہوں، اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے حکومت کے ذمہ داروں کو اس بات پر متنبہ فرمایا ہے کہ وہ شریعت کے مطابق عدل وانصاف اور عوام کی خیر خواہی سے کام کریں۔

حکمرانوں کو ہدایات

چنانچہ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> ”ما من عبد يسترعيه الله رعية فلم يحُطها بنصحه الا لم يجد رائحة الجنة.“ (صحيح البخاری، كتاب الأحكام، حديث ٧١٥٠)
>
> ”جس بندے کو بھی اللہ تعالیٰ عام لوگوں کا محافظ/ حاکم بنائے اور وہ اُن کی خیر خواہی نہ کرے تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھے گا۔“

نیز ارشاد فرمایا:

”مامن وال يلي رعية من المسلمين فيموت وهو غاشّ لهم الا حرّم الله عليه الجنة.“ (ايضا، حديث ۷۱۵۱)

”جو حاکم بھی عام مسلمانوں کے معاملات کا ذمہ دار بنے، اور اس حالت میں مرے کہ وہ انکی حق تلفی کر رہا ہو، تو اللہ اُس پر جنت حرام کردے گا۔“

اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

إني سمعت رسول الله يقول: إن الولاة يجاء بهم يوم القيامة فيقفون على جسر جهنم، فمن كان مطواعا لله تناوله الله بيمينه حتى ينجيه، ومن كان عاصيا لله انحرف به الجسر إلى واد من نار يلتهب التهابا قال: فأرسل عمر إلى سلمان وأبي ذر فقال: لأبي ذر: أنت سمعت هذا الحديث من رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: نعم والله. (المُصَنَّفُ لِابنِ أَبي شَيبَة، كتاب ذكر النار، حديث ۱٦۰۲۷ ج ۱۳ ص ۱۷۲، ط: إدارة القرآن)

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حکمرانوں کو قیامت کے دن لایا جائیگا، تو وہ جہنم کے پُل پر کھڑے ہو جائیں گے۔ اب جو کوئی اللہ تعالیٰ کا فرماں بردار تھا، اللہ تعالیٰ اُسے اپنے دائیں ہاتھ سے لے کر جہنم سے نجات دیدیں گے، اور جو اللہ تعالیٰ کا نافرمان تھا، اُسے وہ پُل موڑ کر ایک آگ کی وادی میں لے

> جائے گا، جو آگ سے بھڑک رہی ہوگی۔'' پھر حضرت عمرؓ نے حضرت سلمان اور حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس پیغام بھیجا اور حضرت ابوذرؓ سے کہا کہ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات فرماتے ہوئے سنا ہے؟ حضرت ابوذرؓ نے فرمایا: ہاں اللہ کی قسم!''

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> إنما الإمام جنة يقاتل من ورائه ويتقى به فإن أمر بتقوى الله وعدل فإن له بذلك أجرا وإن أمر بغيره فإن عليه وزرا۔ (سنن النسائي، كتاب البيعة، ذكر ما يجب للإمام وما يجب عليه، حديث ٤٢٠١)

> '' حکمران ایک ڈھال ہوتا ہے جس کے پیچھے کھڑے ہوکر لڑائی لڑی جاتی ہے، اور اُس سے بچاؤ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اگر وہ تقویٰ اور انصاف سے حکمرانی کرے تو اُس کیلئے بڑا اجر ہے، اور اگر کسی اور طرح حکمرانی کرے تو وہ اُس کیلئے گناہ کا بوجھ ہے۔''

بدکار حکمرانوں کے ساتھ طرز عمل

اگر ظالم اور بدکار حکمران مسلط ہوجائیں تو اُس صورت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ہدایت فرمائی ہے کہ اُن کے برے کاموں میں اُن کا ساتھ نہ دیا جائے، اور پُرامن طریقوں سے انہیں راہ راست پر لانے کی بھی کوشش کی جائے، چنانچہ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

“خرج علينا رسول الله صلى الله عليه و سلم و نحن تسعة فقال إنه ستكون بعدی أمراء من صدقهم بكذبهم و أعانهم على ظلمهم فليس مني ولست منه وليس بوارد على الحوض و من لم يصدقهم بكذبهم ولم يعنهم على ظلمهم فهو مني وأنا منه وهو وارد على الحوض۔ (سنن النسائی، کتاب البیعة، ذكر الوعيد لمن أعان أميرا على الظلم، حديث ٤٢١٢)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، جبکہ ہم نو آدمی تھے، آپ نے فرمایا کہ میرے بعد ایسے امیر آئیں گے کہ جو شخص اُن کے جھوٹ کی تصدیق کرے گا، اور اُن کے ظلم میں اُن کی مدد کرے گا، نہ وہ میرا ہے، اور نہ میں اُس کا ہوں، اور وہ میرے پاس حوض (کوثر) پر بھی نہیں آ سکے گا۔ اور جو شخص اُنکے جھوٹ میں اُنکی تصدیق نہ کرے، اور اُن کے ظلم میں اُن کی مدد نہ کرے، وہ میرا ہے، اور میں اُس کا ہوں، اور وہ میرے پاس حوض (کوثر) پر آئے گا۔“

اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ما بعث الله من نبي ولا استخلف من خليفة إلا كانت له بطانتان بطانة تأمره بالمعروف وتحضه عليه وبطانة تأمره بالشر وتحضه عليه فالمعصوم من عصم الله تعالى۔ (صحيح البخاری، كتاب الأحكام، باب بطانة الإمام ٧١٩٨)

”اللہ تعالیٰ نے جتنے نبی بھیجے ہیں، اور جتنے خلیفہ بنائے ہیں، اُن

سب کے دو قسم کے مشیر ہوتے ہیں، ایک وہ مشیر جو اُنہیں نیکی کی تلقین کرتے اور اُس کی ترغیب دیتے ہیں، اور دوسرے وہ مشیر جو اُنہیں برائی کی تلقین کرتے، اور اُسی کی ترغیب دیتے ہیں، اور محفوظ وہی رہتا ہے جسے اللہ حفاظت میں رکھے۔''

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''من حضر إماما فليقل خيرا أو ليسكت۔ رواه الطبراني في الأوسط وفيه صالح بن محمد بن زياد وثقه أحمد وغيره وضعفه جماعة وبقية رجاله رجال الصحيح۔ (مجمع الزوائد كتاب الخلافة باب الكلام بالحق عند الأئمة حديث ٩١٦٧)

''جو شخص کسی حکمران کے پاس موجود ہو، اُسے چاہئے کہ بھلائی کی بات کرے، ورنہ خاموش رہے۔''

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" إن من أعظم الجهاد كلمة عدل عند سلطان جائر" قال أبو عيسى وفي الباب عن ابى أمامة وهذا حديث حسن غريب من هذا الوجه (سنن الترمذي، حديث، كتاب الفتن ٢١٧٤)

''عظیم ترین جہاد یہ بھی ہے کہ کسی ظالم حکمران کے سامنے انصاف کی بات کہی جائے۔'' (یہی حدیث مختلف الفاظ سے ابوداود اور ابن ماجہ میں بھی مروی ہے)

اور حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”من أراد أن ينصح لذى سلطان بأمر فلا يبد له علانية ولكن ليأخذ بيده فيخلو به فإن قبل منه فذاك وإلا كان قد أدى الذى عليه۔“ رواه احمد (مجمع الزوائد كتاب الخلافة، باب النصيحة للأئمة و كيفيتها، حديث ٩١٦١، ٩١٦٢)

”جو شخص کسی صاحب اقتدار کو نصیحت کرنا چاہے تو اُسے چاہئے کہ اُسے علانیہ رسوا نہ کرے، بلکہ اُس کا ہاتھ پکڑ کر تنہائی میں لے جائے، پھر اگر وہ قبول کر لے تو خیر، ورنہ اُس کے ذمے جو حق تھا، وہ اُس نے ادا کر دیا۔“

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لا ينبغي لامرء يقوم مقاما فيه مقال حق الا تكلم به فإنه لن يقدم أجله و لا يحرمه رزقا هو له۔ (الثاني والخمسون من شعب الإيمان للبيهقي، حديث ٧٥٧٩، ط: دار الكتب العلمية)

”جو کوئی شخص کسی ایسی جگہ ہو جہاں حق بات کہنے کا موقع ہو تو اُسے ضرور کہنا چاہئے، کیونکہ اُسکی موت کا جو وقت لکھا ہے، وہ پہلے نہیں آ سکتا، اور اُسے جو رزق کا حصہ ملنا ہے، وہ اُس سے محروم نہیں ہو سکتا۔“

”حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

> "لا يحقرن أحدكم نفسه۔ قالوا: وكيف يحقر نفسه قال: أن يرى أمرًا لله فيه مقالا فلا يقول به فيلقى الله تبارك وتعالى وقد أضاع ذلك فيقول: ما منعك فيقول: خشية الناس۔ فيقول: فإياى كنت أحق أن تخشى۔ (رواه أبوداود الطيالسي بسند صحيح واللفظ له۔ وأبويعلى الموصلي وعنه ابن حبان في صحيحه...، ورواه أحمد ابن منيع وعبد بن حميد وابن ماجه مختصرا۔ (اتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة، كتاب الفتن باب الأمر بالمعروف والنهى عن المنكر حديث ٧٤٠٢، ط: دار الوطن، الرياض)
>
> "کسی شخص کو نہیں چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل کرے۔" صحابہؓ نے پوچھا: "کیسے ذلیل کرے؟" آپ نے فرمایا کہ: "وہ کوئی ایسی بات دیکھے جس پر اُسے اللہ کیلئے کچھ بولنا چاہئے تھا، پھر بھی وہ نہ بولے تو وہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ وہ موقع ضائع کرچکا ہوگا، اللہ تعالیٰ اُس سے پوچھیں گے کہ: "تمہیں (حق بات کہنے سے) کس نے روکا؟ وہ کہے گا: "لوگوں کے خوف نے" اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ: "میں اس بات کا زیادہ حق دار تھا کہ تم مجھ سے ڈرتے۔"

دوسری طرف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عوام کو اس بات کی تاکید فرمائی ہے کہ جب تک حکام کسی گناہ کا حکم نہ دیں، اُس وقت تک حتی الامکان اُن کی اطاعت کریں، اور اپنے حقوق حاصل کرنے کیلئے ہتھیار نہ اُٹھائیں، جس کے نتیجے میں مسلمان مسلمان کا خون بہائے، اور معاشرہ خانہ جنگی کی مصیبت میں گرفتار ہو۔ بلکہ قرآن وسنت

کے مجموعی مزاج سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ خانہ جنگی سے بچنے کی خاطر بڑی سے بڑی مصلحت کو بھی قربان کر دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ ذیل ارشادات بطور خاص قابل ذکر ہیں:

(۱) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”دعانا النبی صلی الله علیه و سلم فبایعناه فقال فیما أخذ علینا أن بایعنا علی السمع و الطاعة فی منشطنا و مکرهنا و عسرنا و یسرنا و أثرة علینا و أن لاننازع الأمر أهله الا أن تروا کفرا بواحا عندکم من الله فیه برهان.“ (صحیح البخاری، کتاب الفتن، حدیث ٧٠٥٦)

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بلایا، اور ہم سے بیعت لی، چنانچہ ہم سے جو عہد لیا، اور جس بات پر بیعت لی وہ یہ تھی کہ چاہے ہم اچھی حالت میں ہوں، یا بری حالت میں، تنگی میں ہوں یا آسانی میں، اور چاہے ہماری حق تلفی ہو رہی ہو، ہر حال میں امیر کی بات سنیں اور مانیں گے، اور اہل امارت سے امارت کے معاملے میں کوئی مزاحمت نہیں کریں گے، جب تک تم ایسا کھلم کھلا کفر نہ دیکھ لو جس پر تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے مضبوط دلیل موجود ہو۔“

(۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”إنکم سترون بعدی أثرة و أمورا تنکرونها“ قالوا: فما تأمرنا یارسول الله! قال: أدّوا الیهم حقهم و سلوا الله حقکم.“ (صحیح البخاری، کتاب الفتن، حدیث ٧٠٥٢)

‘‘میرے بعد تم دیکھو گے کہ تم پر دوسروں کو ترجیح دی جا رہی ہے، اور ایسی باتیں دیکھو گے جو تمہیں ناگوار ہوں گی’’ صحابہؓ نے پوچھا کہ: ‘‘پھر ہمارے لئے آپ کا کیا حکم ہے؟’’ آپ نے فرمایا: ‘‘ان (حاکموں) کو ان کے حقوق دو، اور اپنے حقوق اللہ سے مانگو۔’’

(۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"السمع والطاعة حق ما لم يؤمر بمعصية، فإذا أمر بمعصية فلا سمع ولا طاعة (صحيح البخاري، كتاب الجهاد، باب السمع والطاعة للامام حديث ٢٩٥٥)

‘‘(امیر کی) بات سننا اور ماننا برحق ہے، جب تک کسی شخص کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا حکم نہ دیا جائے۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا حکم دیا جائے تو اُسے نہ سننا ہے، نہ ماننا ہے۔’’

(۴) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"من كره من أميره شيئا فليصبر عليه فإنه ليس أحد من الناس خرج من السلطان شبرا فمات عليه إلا مات ميتة جاهلية ـ (صحيح البخاري، حديث ٧٠٥٤، وصحيح مسلم، كتاب الامارة، باب الامر بلزوم الجماعة حديث ٤٧٥٤، وهذااللفظ له)

‘‘جس شخص کو اپنے امیر کی کوئی بات ناگوار ہو، اُسے چاہئے کہ اُس پر صبر کرے، کیونکہ جو شخص امیر کا اقتدار تسلیم کرنے سے بالشت بھر بھی نکلے گا، اور اُسی حالت میں اُسے موت آئے گی تو وہ جاہلیت کی

موت مرے گا۔"

(۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"من خرج من الطاعة وفارق الجماعة ثم مات، مات ميتة جاهلية ومن قتل تحت راية عمية يغضب للعصبة ويقاتل للعصبة فليس من أمتي ومن خرج من أمتي على أمتي يضرب برها وفاجرها لا يتحاش من مؤمنها ولا يفي بذي عهدها فليس مني"۔ (صحيح مسلم كتاب الامارة، باب الامر بلزوم الجماعة، حديث ٤٧٥١)

"جو شخص امیر کی اطاعت سے نکلا، اور مسلمانوں کی جماعت (اکثریت) سے جدا ہو گیا، پھر اُسے موت آئی تو وہ جاہلیت کی موت مرا، اور جو کسی اندھے جھنڈے کے نیچے اس حالت میں قتل ہوا کہ عصبیت کی وجہ سے غصے میں تھا، اور عصبیت ہی کیلئے لڑ رہا تھا، تو وہ میری امت میں سے نہیں ہے، اور جو میری امت سے نکل کر میری امت کے لوگوں کا مخالف بن جائے کہ امت کے نیک اور بد ہر شخص کو مارے، نہ کسی مؤمن کو چھوڑے، اور نہ غیر مسلموں سے کئے ہوئے عہد کا پاس کرے، تو اُس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔"

(۶) حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"خيار أئمتكم الذين تحبونهم ويحبونكم ويصلون عليكم وتصلون عليهم، وشرار أئمتكم الذين تبغضونهم

ویبغضونکم وتلعنونهم ویلعنونکم۔ قیل: یا رسول الله أفلا ننابذهم بالسیف؟ قال: لا، ما أقاموا فیکم الصلاة لا ما أقاموا فیکم الصلاة۔ واذا رأیتم من ولاتکم شیئا تکرهونه فاکرهوا عمله ولا تنزعوا یدا من طاعة۔" (صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب خیار الأئمة وشرارهم حدیث ٤٧٦٧)

''تمہارے حکمرانوں میں سب سے بہتر وہ ہیں جن سے تم محبت کرو، اور وہ تم سے محبت کریں، اور وہ تمہیں دعا دیں، اور تم اُنہیں دعا دو، اور تمہارے حکمرانوں میں سب سے بُرے وہ ہیں جن سے تم بغض رکھو، اور وہ تم سے بغض رکھیں، اور تم اُن پر لعنت بھیجو، اور وہ تم پر لعنت بھیجیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! تو کیا ایسے موقع پر ہم تلوار کے ذریعے اُنکو اُٹھا کر نہ پھینک دیں؟ (یعنی انکے خلاف مسلح بغاوت نہ کردیں؟) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''نہیں، جب تک وہ تمہارے درمیان نماز کو قائم رکھیں، اور جب تم اپنے حاکموں کی کوئی ایسی بات دیکھو جو تم ناپسند کرتے ہو تو اُس کے عمل کو برا سمجھتے رہو، لیکن اطاعت سے ہاتھ مت کھینچو۔''

اسی حدیث کی ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں:

"ألا من ولی علیه وال فرآه یأتی شیئا من معصیة الله فلیکره ما یأتی من معصیة الله ولا ینزعن یدا من طاعة۔" (صحیح مسلم، کتاب الامارة، حدیث ٤٧٦٨)

''یاد رکھو! جس شخص کا کوئی حاکم ہو، پھر وہ حاکم کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا کوئی عمل کرتے دیکھے تو وہ اللہ کی جو نافرمانی کر رہا ہے، اُسے

بُرا سمجھے، لیکن اُسکی اطاعت سے ہرگز ہاتھ نہ کھینچے۔“

(۷) حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

”وعظنا رسول الله صلى الله عليه و سلم يوما بعد صلاة الغداة موعظة بليغة ذرفت منها العيون و وجلت منها القلوب فقال رجل : إن هذه موعظة مودع فماذا تعهد إلينا يا رسول اللّٰه قال : أوصيكم بتقوى اللّٰه والسمع والطاعة وإن عبد حبشي فإنه من يعش منكم ير اختلافا كثيرا وإياكم ومحدثات الأمور فإنها ضلالة فمن أدرك ذلك منكم فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ“۔ قال أبو عيسى : هذا حديث حسن صحيح (سنن الترمذی، أبواب العلم، باب ما جاء فی الأحذ بالسنة، حديث ٢٦٧٦)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے ایک دن نماز فجر کے بعد ایسا پُر اثر وعظ فرمایا جس سے آنکھیں پُرنم ہوگئیں، اور دل ڈر گئے۔ اس پر ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہ تو کچھ ایسی نصیحت ہے جیسی ایک رخصت ہونے والا کیا کرتا ہے۔ اب آپ ہمیں کیا وصیت فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں، اور اپنے امیر کی بات سننے اور ماننے کی وصیت کرتا ہوں، چاہے وہ کوئی حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ تم میں سے جوکوئی زندہ رہے گا، وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا، اور دین میں نئی نئی باتیں پیدا کرنے سے بچتے رہنا، کیونکہ وہ گمراہی ہے۔ لہٰذا تم

میں سے جو کوئی ایسا زمانہ پائے تو میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو مضبوطی سے تھامے رہنا، اور اُسے دانتوں سے پکڑ کر رکھنا۔''

(۸) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> ” ألا إن رحى الإسلام دائرة فدوروا مع الكتاب حيث دار ألا إن الكتاب والسلطان سيفترقان فلا تفارقوا الكتاب ألا إنه سيكون عليكم أمراء يقضون لأنفسهم ما لا يقضون لكم، فإذا عصيتموهم قتلوكم وإن أطعتموهم أضلوكم قالوا: يا رسول الله كيف نصنع قال: كما صنع أصحاب عيسى بن مريم نشروا بالمناشير وحملوا على الخشب. موتٌ فى طاعة الله خير من حياة فى معصية الله“۔ رواه الطبراني ۔ ويزيد بن مرثد لم يسمع من معاذ والوضين بن عطاء وثقه ابن حبان وغيره وبقية رجاله ثقات (مجمع الزوائد، كتاب الخلافة، حديث ٩١٥٣)
>
> ''یاد رکھو، اسلام کی چکی چل چکی ہے، اب تم (اللہ کی) کتاب کے ساتھ چلو، وہ جہاں بھی لے جائے۔ یاد رکھو، ایسا وقت آئیگا جب (اللہ کی) کتاب اور حکومت جدا ہو جائینگے، اس موقع پر تم کتاب سے جدا نہ ہونا۔ یاد رکھو، تم پر ایسے امیر آئینگے جو اپنے لئے وہ فیصلے کرینگے جو تمہارے لئے نہیں کرینگے، اگر تم انکی نافرمانی کروگے تو وہ تمہیں قتل کر ڈالیں گے، اور اگر انکی اطاعت کروگے تو وہ تمہیں گمراہ کردیں

گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا: 'ایسے میں ہم کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ویسا ہی کرو جیسا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے کیا تھا، اُنہیں آریوں سے چیر دیا گیا، اور لکڑی (کی سولی) پر لٹکایا گیا۔ اللہ کی اطاعت میں جان دیدینا اُسکی نافرمانی میں جینے سے بہتر ہے۔''

(۹) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اسمعوا وأطيعوا وإن استعمل عليكم عبد حبشي كأن رأسه زبيبة." (صحيح البخاري، كتاب الأحكام، حديث ٧١٤٢)

''(اپنے امیر کی بات) سنو اور مانو، چاہے تم پر کسی ایسے حبشی غلام کو حاکم بنادیا جائے جس کا سر کشمش کی طرح ہو۔''

(۱۰) حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"يكون بعدي أئمة لا يهتدون بهداى ولا يستنون بسنتي، وسيقوم فيهم رجال قلوبهم قلوب الشياطين في جُثمان إنس. قال: قلت: كيف أصنع يارسول الله إن أدركت ذلك؟ قال: تسمع وتطيع للأمير وإن ضرب ظهرك وأخذ مالك فاسمع وأطع." (صحيح مسلم، كتاب الإمارة، حديث ٤٧٤٨)

''میرے بعد ایسے حاکم آئینگے جو میری ہدایات پر نہیں چلیں گے، اور میری سنت پر کاربند نہیں ہونگے، اور ان میں ایسے لوگ ہونگے جنکے دل انسانوں کے بدن میں شیطانوں کے دل ہونگے۔ حضرت

حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا: ''اگر میں ایسا زمانہ پاؤں تو کیا کروں؟'' آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''امیر کی بات سنتے مانتے رہو، چاہے تمہاری پشت پر مارا جائے، اور تمہارے مال پر قبضہ کرلیا جائے، تب بھی سمع وطاعت سے کام لو (یعنی مسلح بغاوت نہ کرو)۔''

(۱۱) حضرت عرفجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إنه ستكون هنات وهنات، فمن أراد أن يفرّق أمر هذه الأمة، وهي جميع، فاضربوه بالسيف كائنا من كان." (صحيح مسلم، كتاب الإمارة، حديث ٤٧٥٩)

''یقین جانو کہ بہت سی بری بری باتیں ہونگی، تو جو شخص اس امت میں تفرقہ ڈالے، جبکہ وہ متفق ہو، تو اُس پر تلوار سے وار کرو، چاہے وہ کوئی ہو۔''

(۱۲) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إذا بويع لخليفتين فاقتلوا الآخر منهما." (صحيح مسلم، كتاب الإمارة، حديث ٤٧٦٢)

جب دو خلیفوں سے بیعت کرلی جائے تو جس نے ان دونوں میں سے آخر میں بیعت لی ہے، اُسے قتل کردو۔''

(۱۳) حضرت وائل بن حجر حضرمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"سأل سلمة بن يزيد الجعفي رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا نبي الله أرأيت إن قامت علينا أمراء

يسألونا حقهم ويمنعونا حقنا فما تأمرنا فأعرض عنه ثم سأله فأعرض عنه ثم سأله فى الثانية أو فى الثالثة فجذبه الأشعث بن قيس وقال اسمعوا وأطيعوا فإنما عليهم ما حملوا وعليكم ما حملتم" ۔

وحدثنا أبو بكر بن أبى شيبة حدثنا شبابة حدثنا شعبة عن سماك بهذا الإسناد مثله وقال "فجذبه الأشعث بن قيس فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اسمعوا وأطيعوا فإنما عليهم ما حملوا وعليكم ما حملتم" ۔ (صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب فى طاعة الأمراء وإن منعوا الحقوق ٤٧٤٥ و ٤٧٤٦) ۔

"سلمہ بن یزید جعفی رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ یا نبی اللہ! ذرا یہ بتایئے کہ اگر ہم پر ایسے حکمران مسلط ہوگئے جو ہم سے تو اپنے سارے حقوق مانگیں، اور ہمیں ہمارے حقوق نہ دیں تو آپ کا ہمارے لئے کیا حکم ہے؟ آپ نے (جواب دینے کے بجائے) منہ موڑلیا، اُنہوں نے پھر سوال کیا، آپ نے پھر منہ موڑلیا، پھر دوسری یا تیسری مرتبہ سوال کیا تو اشعث بن قیسؓ نے انہیں اپنی طرف کھینچ لیا، اور (حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا: "سمع وطاعت سے کام لو، کیونکہ اُن پر جو ذمہ داری ہے، اُس کے جواب دہ وہ ہیں، اور تم پر جو ذمہ داری ہے، اُس کے جواب دہ تم ہو۔"

(۱۴) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إنه يستعمل عليكم أمراء فتعرفون وتنكرون، فمن

كره فقد برئ، ومن أنكر فقد سلم، ولكن من رضي وتابع. قالوا: يارسول الله! ألا نقاتلهم؟ قال: لا ما صلوا.“(صحيح مسلم، كتاب الإمارة، حديث ٤٧٦٤)

”یقین جانو تم پر کچھ امیروں کو حاکم بنایا جائے گا، تو انکی کچھ باتوں کو تم اچھا سمجھوگے اور کچھ کو برا سمجھوگے۔ چنانچہ جو بری باتوں کو برا سمجھے گا، وہ (گناہ سے) بری ہوگا، اور جو (بری باتوں پر) نکیر کرے گا، وہ سلامت رہے گا، البتہ (وہ شخص گناہ گار ہوگا) جو ان بری باتوں پر راضی ہو، اور ان کے پیچھے چلے۔“ صحابہؓ نے پوچھا: ”یارسول اللہ! کیا ہم اُن سے جنگ نہ کریں؟“ فرمایا: ”نہیں، جب تک وہ نماز پڑھیں۔“

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”معنى ما صلّوا: ماداموا على الإسلام، فالصلوة إشارة إلى ذلك.“(تكملة فتح الملهم ج ٣ ص ١٩٩)

یہ جو فرمایا گیا ہے کہ ”جب تک وہ نماز پڑھیں“ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اسلام پر باقی رہیں، نماز سے اُسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔“

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تشریح حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اُس حدیث کی روشنی میں فرمائی ہے جو اوپر حدیث نمبر۱ کے طور پر گذر چکی ہے۔

جب خانہ جنگی میں حق واضح ہو

مسلمانوں کی باہمی لڑائی میں اگر یہ بات یقینی طور پر متعین ہوجائے کہ ظالم فریق

کون ہے، اور مظلوم کون، تو اُس صورت میں اللہ تعالیٰ کا واضح حکم یہ ہے:

> وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَأَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى فَقَاتِلُوْا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتَّى تَفِيْءَ إِلَى أَمْرِ اللّٰهِ فَإِنْ فَاءَتْ فَأَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوْا إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ٥ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوْا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوْا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ"۔
>
> (سورۃ الحجرات: ۹ و ۱۰)
>
> "اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو اُنکے درمیان صلح کراؤ، پھر اگر اُن میں سے ایک گروہ دوسرے کے ساتھ زیادتی کرے تو اُس گروہ سے لڑو جو زیادتی کر رہا ہو، یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔ چنانچہ اگر وہ لوٹ آئے تو اُنکے درمیان انصاف کے ساتھ صلح کرادو، اور (ہر معاملے میں) انصاف سے کام لیا کرو۔ بیشک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں، اس لئے اپنے دو بھائیوں کے درمیان تعلقات اچھے بناؤ، اور اللہ سے ڈرو، تاکہ تمہارے ساتھ رحمت کا معاملہ کیا جائے۔"

ان آیتوں میں اصل زور تو اس پر دیا گیا ہے کہ جب مسلمانوں کے درمیان لڑائی ہو تو اُنکے درمیان صلح کرانے کی ہر ممکن کوشش کی جائے، لیکن اگر ایک فریق یقینی طور پر زیادتی کر رہا ہو، تو مظلوم کی مدد کرتے ہوئے زیادتی کرنے والے سے لڑنے کی ہدایت دی گئی ہے۔ اور اوپر حدیث نمبر ۱۰ اور ۱۱ میں جو باغی سے لڑنے کا حکم دیا گیا ہے، وہ اسی آیت کریمہ کی تعمیل میں دیا گیا ہے۔

وہ فتنہ جس میں حق واضح نہ ہو

لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی حدیثوں میں یہ خبر دی ہے کہ آنے والے زمانے میں ایسے حالات پیش آئینگے کہ مسلمانوں کے درمیان خانہ جنگی ہوگی، اور یہ بات یقینی طور پر واضح نہیں ہوسکے گی کہ کونسا فریق حق پر ہے، اور کون باطل پر، کیونکہ ہر فریق اپنے حق میں دلائل پیش کرے گا ۔ ایسی خانہ جنگی کو ان احادیث میں ''فتنہ'' فرمایا گیا ہے ۔ اس قسم کی صورت حال میں عام مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے؟ اس کے بارے میں بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مفصل ہدایات دی ہیں اور ان تمام احادیث میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ ایسے موقع پر عام مسلمانوں کو ایسی لڑائی سے بالکل الگ رکھنا چاہئے، یعنی صلح کی جتنی کوشش ممکن ہو، وہ کی جائے، لیکن کسی بھی فریق کا ساتھ نہ دیا جائے ۔ اس قسم کی کچھ احادیث ذیل میں نقل کی جاتی ہیں:

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> ''ستكون فتن القاعد فيها خير من القائم، والقائم فيها خير من الماشي، والماشي فيها خير من الساعي، ومن تشرّف لها تستشرفه، ومن وجد فيها ملجأ أو معاذا فليعُذ به.'' (صحيح البخاري، كتاب الفتن، حديث ۷۰۸۱، وكتاب المناقب، حديث ۳۶۰۱)
>
> کچھ ایسے فتنے آئیں گے جن میں وہ شخص جو بیٹھا ہو، کھڑے ہوئے شخص سے بہتر ہوگا، اور کھڑا ہوا شخص چلتے ہوئے شخص سے بہتر ہوگا، اور چلتا ہوا شخص دوڑتے ہوئے سے بہتر ہوگا، اور جو کوئی اُس

فتنے کو دیکھنے کیلئے بھی جائے گا، وہ فتنہ اُسے اُچک کر لے جائے گا۔"

بیٹھے ہوئے شخص کے کھڑے ہوئے شخص سے بہتر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ایسے موقع پر جو شخص اُس فتنے سے جتنا دور ہوگا، اور اُس میں اُس کا عملی حصہ جتنا کم ہوگا، اُتنا ہی بہتر ہوگا، اور جو شخص تماشائی بنکر وہاں جانا چاہے، اُس کے بارے میں بھی خطرہ ہے کہ وہ فتنے میں مبتلا ہو جائے۔

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> "ستكون فتنة صماء بكماء عمياء من أشرف لها استشرفت له وإشراف اللسان فيها كوقوع السيف۔
>
> (سنن أبي داود، كتاب الفتن، حديث ٤٢٦٤)

> "ایک ایسا فتنہ آئیگا جو بہرا، گونگا، اندھا ہوگا۔ جو کوئی اُسے جھانک کر دیکھے گا، وہ اُسے بھی اُچک کر لے جائیگا، اور اس فتنے میں زبان کو بے مہار چھوڑ دینا تلوار کے وار کی طرح ہوگا۔"

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ فتنے کے بہرا، گونگا اور اندھا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اس فتنے میں مبتلا ہونگے، اُنہیں حق و باطل کی تمیز نہیں ہوگی، وہ کسی کی بات نہیں سنیں گے بلکہ جو کوئی بولے گا، اُسے تکلیفیں پہنچائی جائینگی، اور اُسے تشدد کا نشانہ بنایا جائے گا۔ نیز زبان کو بے مہار چھوڑ دینے سے اُن لوگوں کی طرف اشارہ ہے کہ لوگ جھوٹی باتیں ادھر سے اُدھر نقل کرینگے جو فتنے کی آگ مزید بھڑکائینگی۔ (بذل المجہود ج۵ ص ۹۷)

نیز "اندھے بہرے" فتنے کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وبدين الحق يقصد الخير ويعمل به فلا بد من علم بالحق وقصد له وقدرة عليه والفتنة تضاد ذلك فإنها تمنع معرفة الحق أو قصده أو القدرة عليه فيكون فيها من الشبهات ما يلبس الحق بالباطل حتى لا يتميز لكثير من الناس أو أكثرهم ويكون فيه من الأهواء والشهوات ما يمنع قصد الحق وإرادته ويكون فيها من ظهور قوة الشر ما يضعف القدرة على الخير ولهذا ينكر الإنسان قلبه عند الفتنة فيرد على القلوب ما يمنعها من معرفة الحق وقصده ولهذا يقال فتنة عمياء صماء ويقال فتن كقطع الليل المظلم ونحو ذلك من الألفاظ التي يتبين ظهور الجهل فيها وخفاء العلم، فلهذا كان أهلها بمنزلة أهل الجاهلية." (منهاج السنة النبوية ج ٢ ص ٣٢٠)

"دینِ حق کا اصل مقصود بھلائی اور اُس پر عمل ہے، اس لئے (اُس پر عمل کیلئے) حق کا علم بھی ضروری ہے، اُس کا ارادہ بھی، اور اُس پر قدرت بھی، اور فتنہ ان سب سے متضاد چیز ہے، کیونکہ وہ حق کی پہچان، اُس کے ارادے، اور اُس پر قدرت کیلئے رکاوٹ بنتا ہے، چنانچہ فتنے میں ایسے شبہات پیدا ہوتے ہیں جو حق کو باطل سے گڈمڈ کردیتے ہیں، جسکے نتیجے میں بہت سے یا اکثر لوگوں کو حق کا امتیاز نہیں رہتا، اور اس میں خواہشات وجذبات انسان کو حق کا قصد کرنے کے راستے میں رکاوٹ بنتے ہیں، اور اُس میں شر کی قوتیں اتنی غالب آجاتی ہیں کہ خیر پر قدرت کمزور پڑجاتی ہے، اسی لئے فتنے کے مواقع پر انسان خود اپنے دل کی حالت بدلی ہوئی محسوس کرتا ہے، اور دلوں پر

ایسے حالات طاری ہوتے ہیں جو حق کی پہچان میں رکاوٹ بن جاتے ہیں، اسی لئے فتنے کو اندھا بہرا کہا گیا ہے، اور یہ فرمایا گیا ہے کہ وہ اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح ہیں (جیسے کہ آگے حدیث نمبر ۴ میں آرہا ہے) اس قسم کے الفاظ یہ بتانے کیلئے استعمال فرمائے گئے ہیں کہ فتنے میں جہالت پھیل جاتی ہے، اور علم مخفی ہوجاتا ہے، یہاں تک کہ اہل فتنہ اہل جاہلیت کی طرح ہوجاتے ہیں۔''

(۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"والذی نفسی بیده لا تذهب الدنیا حتی یأتی علی الناس یوم لا یدری القاتل فیم قتل ولا المقتول فیم قتل"۔ فقیل کیف یکون ذلك قال: 'الهرج۔ القاتل والمقتول فی النار"۔ (صحیح مسلم کتاب الفتن وأشراط الساعة، باب لا تقوم الساعة حتی یمر الرجل بقبر الرجل۔ ٧٢٦٤)

''قسم اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، دنیا اُس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک ایسا دن نہ آجائے جس میں قاتل کو یہ پتہ نہیں ہوگا کہ اُس نے کس وجہ سے قتل کیا، اور نہ مقتول کو یہ پتہ ہوگا کہ اُسے کیوں قتل کیا گیا؟'' پوچھا گیا کہ ایسا کس طرح ہوگا؟ آپ نے فرمایا: خونریزی (کا عام رواج ہوجائیگا) قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں ہونگے۔''

(۴) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إن بين يدى الساعة فتنا كقطع الليل المظلم يصبح الرجل فيها مؤمنا و يمسى كافرا و يمسى مؤمنا و يصبح كافرا القاعد فيها خير من القائم و الماشى فيها خير من الساعى فاكسروا قسيكم و قطعوا أوتاركم و اضربوا سيوفكم بالحجارة فإن دخل يعنى على أحد منكم فليكن كخير ابني آدم"۔ (سنن أبى داود كتاب الفتن باب فى النهى عن السعى فى الفتنة ٤٢٥٩)

"قیامت سے پہلے ایسے فتنے آئینگے جو اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح ہونگے۔ ایک شخص اُس زمانے میں صبح کے وقت مؤمن ہوگا، اور شام کو کافر ہو جائیگا، اور شام کو مؤمن ہوگا، اور صبح کو کافر ہو جائے گا، اُس زمانے میں جو شخص بیٹھا ہو، وہ کھڑے ہوئے شخص سے بہتر ہوگا، اور جو چل رہا ہو، وہ دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ لہٰذا اپنی کمانیں توڑ دو، اور اپنی (کمان کی) تانتیں کاٹ ڈالو، اور اپنی تلواروں کو پتھر پر دے مارو۔ پھر بھی کوئی تمہارے اوپر چڑھ آئے تو اُس کو چاہئے کہ وہ آدم (علیہ السلام) کے اُس بیٹے کی طرح ہو جائے جو دو بیٹوں میں زیادہ بہتر تھا (یعنی ہابیل جس نے قابیل کے ہاتھوں قتل ہونا گوارا کر لیا، مگر اُس کو قتل نہیں کیا)

اس حدیث میں جو فرمایا گیا ہے کہ: "ایک شخص اُس زمانے میں صبح کے وقت مؤمن ہوگا، اور شام کو کافر ہو جائیگا" اُسکی تشریح حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح فرمائی ہے:

"يصبح الرجل محرما لدم أخيه و عرضه و ماله

ويمسى مستحلا له ويمسى محرما لدم أخيه وعرضه وماله ويصبح مستحلا له". (سنن الترمذى، أبواب الفتن، باب ما جاء ستكون فتن كقطع الليل المظلم، ٢١٩٨)

"اس کا مطلب یہ ہے کہ صبح کے وقت تو وہ مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے خون اور اُسکی آبرو اور اُس کے مال کو حرام سمجھتا ہوگا، لیکن شام کو وہ اُسے حلال قرار دیدے گا، اور شام کو تو اپنے بھائی کے خون، آبرو اور مال کو حرام سمجھتا ہوگا، اور صبح کو اُسے حلال قرار دیدے گا"

(۵) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إنها ستكون فتنة يكون المضطجع فيها خيرا من الجالس، والجالس خيرا من القائم، والقائم خيرا من الماشي، والماشي خيرا من الساعي"۔ قال :يا رسول الله ما تأمرني؟ قال "من كانت له إبل فليلحق بإبله، ومن كانت له غنم فليلحق بغنمه، ومن كانت له أرض فليلحق بأرضه"۔ قال: فمن لم يكن له شيء من ذلك قال :"فليعمد إلى سيفه فليضرب بحده على حرة ثم لينج ما استطاع النجاء"۔(سنن أبى داود" كتاب الفتن باب فى النهى عن السعى فى الفتنة ٤٢٥٦)۔

"یقین جانو ایسا فتنہ آنے والا ہے جس میں جو شخص لیٹا ہوا ہو، وہ بیٹھے ہوئے شخص سے بہتر ہوگا، اور جو شخص بیٹھا ہو، وہ کھڑے ہوئے شخص سے بہتر ہوگا، اور جو شخص کھڑا ہو، وہ چلتے ہوئے شخص سے بہتر ہوگا، اور جو شخص چلتا ہوا ہو، وہ دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ انہوں

> نے کہا: یارسول اللہ! (ایسے حالات میں) میرے لئے آپ کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جس کسی کے پاس اونٹ ہوں، وہ اپنے اونٹوں سے جا ملے، اور جس کے پاس بکریاں ہوں، وہ اپنی بکریوں سے جا ملے، اور جس کسی کے پاس کوئی زمین ہو تو وہ اپنی زمین میں چلا جائے'' انہوں نے پوچھا: ''جس شخص کے پاس ان میں سے کوئی چیز نہ ہو؟ آپ نے فرمایا کہ: ''اُس کو چاہئے کہ وہ اپنی تلوار کے پاس جائے، اور اس کی دھار کو کسی پتھریلی زمین پر دے مارے، پھر جتنی دور تک بھاگ سکے، بھاگ جائے۔''

(۶) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اوپر والی حدیث حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے، اور اُس کے آخر میں حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر کوئی میرے گھر میں گھس جائے، اور مجھے قتل کرنے کیلئے اپنا ہاتھ بڑھا دے (تو میں کیا کروں؟) آپ نے فرمایا: ''آدم کے بیٹے (ہابیل) کی طرح ہو جاؤ'' (سنن ابی داود، حدیث ۴۲۵۷)

(۷) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث کا کچھ حصہ حضرت وابصہ بن معبد نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی روایت کیا ہے، اور اس میں یہ اضافہ بھی ہے کہ: ''قتلاها كلهم في النار'' یعنی اس فتنے میں (جس میں حق واضح نہ ہو) جو لوگ قتل ہونگے، وہ سب دوزخ میں جائیں گے۔'' اس کے بعد حضرت وابصہؓ فرماتے ہیں:

> ''قلت متى ذلك يا ابن مسعود قال تلك أيام الهرج حيث لا يأمن الرجل جليسه۔ قلت فما تأمرني إن أدركني ذلك الزمان قال تكف لسانك ويدك وتكون

حلسا من أحلاس بيتك۔ فلما قتل عثمان طار قلبي مطاره فركبت حتى أتيت دمشق فلقيت خريم بن فاتك فحدثته فحلف بالله الذي لا إله إلا هو لسمعه من رسول الله صلى الله عليه وسلم كما حدثنيه ابن مسعود"۔ (سنن أبي داود، كتاب الفتن، حديث ٤٢٥٨)

"میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ: ایسا کب ہوگا؟ انہوں نے فرمایا کہ یہ قتل اور خونریزی کے زمانے میں ہوگا، جبکہ کوئی شخص اپنے پاس بیٹھے ہوئے شخص سے بھی محفوظ نہیں ہوسکے گا" میں نے کہا کہ: "اگر وہ زمانہ میرے سامنے آجائے تو میرے لئے آپ کا کیا حکم ہے؟" حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "تم اپنی زبان اور ہاتھ کو بند رکھنا، اور اپنے گھر کا ٹاٹ بن جانا" پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے تو میرا دل اُڑنے لگا، اور میں سوار ہوکر دمشق پہنچا، وہاں میری ملاقات حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی، تو میں نے یہ حدیث انہیں سنائی، تو انہوں نے اللہ کی قسم کھائی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اور کہا کہ انہوں نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اُسی طرح سنی ہے جیسے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے سنائی تھی۔"

(٨) اوپر کی حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت وابصہؓ کو جو مشورہ دیا کہ: "اپنے گھر کا ٹاٹ بن جاؤ" یہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت فرمایا ہے، انکے الفاظ یہ ہیں

کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إن بين أيديكم فتنا كقطع الليل المظلم يصبح الرجل فيها مؤمنا ويمسي كافرا ويمسي مؤمنا ويصبح كافرا القاعد فيها خير من القائم والقائم فيها خير من الماشي والماشي فيها خير من الساعي ۔ قالوا فما تأمرنا قال كونوا أحلاس بيوتكم" ۔ (سنن أبي داود، كتاب الفتن، حديث ٤٢٦٢)

''تمہارے سامنے ایسے فتنے آنے والے ہیں جو اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح ہونگے، اُن میں ایک شخص صبح کے وقت مؤمن ہوگا، اور شام کو کافر ہو جائے گا، اور شام کو مؤمن ہوگا، اور صبح کو کافر ہو جائے گا۔ اس میں بیٹھا ہوا شخص کھڑے ہوئے سے بہتر ہوگا، اور کھڑا ہوا شخص چلتے ہوئے شخص سے بہتر ہوگا، اور چلتا ہوا شخص دوڑتے ہوئے شخص سے بہتر ہوگا۔'' صحابہؓ نے پوچھا کہ: ''پھر ہمارے لئے آپ کا کیا حکم ہے؟'' آپ نے فرمایا: ''تم اپنے گھروں کی ٹاٹ بن جانا۔''

(۹) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم "يا أبا ذر"۔ قلت لبيك يا رسول الله وسعديك۔ فذكر الحديث قال فيه "كيف أنت إذا أصاب الناس موت يكون البيت فيه بالوصيف"۔ قلت الله ورسوله أعلم أو قال ما خار الله لي ورسوله۔ قال "عليك بالصبر"۔ أو قال "تصبر"۔ ثم قال لي "يا أبا ذر"۔ قلت لبيك وسعديك۔ قال "كيف أنت إذا رأيت أحجار الزيت قد غرقت بالدم"۔ قلت ما خار الله

لی ورسوله۔ قال "علیك بمن أنت منه"۔ قلت یا رسول الله أفلا آخذ سیفی وأضعه علی عاتقی قال "شارکت القوم إذا"۔ قلت فما تأمرنی قال "تلزم بیتك"۔ قلت فإن دخل علی بیتی قال "فإن خشیت أن یبهرك شعاع السیف فألق ثوبك علی وجهك یبوء بإثمك وإثمه"۔ قال أبو داؤد لم یذکر المشعث فی هذا الحدیث غیر حماد بن زید۔ (سنن أبی داود کتاب الفتن باب فی النهی عن السعی فی الفتنة حدیث ٤٢٦١)

''مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابوذر!'' میں نے کہا: ''میں حاضر ہوں یارسول اللہ!'' پھر کچھ بات ارشاد فرمائی، جس میں یہ بھی فرمایا: ''اُس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب لوگوں میں موت اس طرح پھیل جائیگی کہ ایک قبر بھی ایک غلام کی قیمت میں ملے گی؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اُس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں، یا یہ کہا کہ اللہ اور اُس کے رسول (ایسے میں) میرے لئے کیا پسند فرماتے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ''صبر پر قائم رہنا'' پھر آپ نے مجھے دوبارہ پُکارا کہ: ''اے ابوذر!'' میں نے عرض کیا: ''میں حاضر ہوں یارسول اللہ!'' آپ نے فرمایا: ''اُس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب احجارالزیت کا علاقہ خون میں ڈوب جائے گا؟'' میں نے عرض کیا: ''جو اللہ اور اُس کے رسول میرے لئے پسند کریں۔'' آپ نے فرمایا: ''جس خاندان سے تمہارا تعلق ہے، بس اُسی کو چمٹ جاؤ'' میں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! کیا میں ایسا نہ کروں کہ اپنی تلوار لوں اور اُسے اپنے کندھے پر رکھ لوں؟'' آپ نے فرمایا: ''پھر تو تم اُن (فتنے

والوں) کے ساتھ شریک ہو جاؤ گے۔" میں نے عرض کیا: "پھر میرے لئے کیا حکم ہے؟" فرمایا: "اپنے گھر سے چمٹے رہو۔" میں نے عرض کیا: "اگر کوئی میرے گھر میں گھس جائے؟" فرمایا: "اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ تلوار کی چمک برداشت نہیں کر سکو گے تو اپنے چہرے پر اپنا کپڑا ڈال لینا، وہ اپنے گناہ کا بوجھ بھی لیکر لوٹے گا، اور تمہارے گناہ کا بھی۔"

(۱۰) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يوشك أن يكون خير مال المسلم غنم يتبع بها شعف الجبال و مواقع القطر يفر بدينه من الفتن۔ (صحيح البخاری، كتاب الإيمان، باب من الدين الفرار من الفتن، حديث ١٩)

"وہ وقت قریب آ رہا ہے جب ایک مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہونگی جنکے پیچھے چلتا ہوا وہ فتنوں سے بھاگ کر پہاڑوں کی بلندی پر اور بارشوں کی جگہ چلا جائے۔"

(۱۱) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنے کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"كسروا فيها قسيكم و قطعوا فيها أوتاركم و الزموا فيها أجواف بيوتكم و كونوا كابن آدم" قال أبو عيسى هذا حديث حسن غريب صحيح. (سنن الترمذی، أبواب الفتن، باب ما جاء فی اتخاذ سيف من خشب فی الفتنة حديث ٢٢٠٤)

"ایسے فتنے میں اپنی کمانیں توڑ دو، اور اپنی تانتیں کاٹ ڈالو، اور

اپنے گھروں کے پیٹ سے چمٹے رہو، اور آدم علیہ السلام کے بیٹے (ہابیل) کی طرح ہو جاؤ۔"

(۱۲) حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"العبادة في الهرج كهجرة إليّ"۔ (صحيح مسلم، كتاب الفتن باب فضل العبادة في الهرج، حديث ٧٣٦٠)

"جس زمانے میں قتل کا بازار گرم ہو، اُس زمانے میں عبادت (میں مشغول ہونے) کا ثواب ایسا ہے جیسے میرے پاس آنے کیلئے ہجرت کرنے کا ثواب۔"

(۱۳) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كيف بكم و بزمان يوشك أن يأتي يغربل الناس فيه غربلة وتبقى حثالة من الناس قد مرجت عهودهم وأماناتهم فاختلفوا و كانوا هكذا و شبك بين أصابعه قالوا كيف بنا يا رسول الله إذا كان ذلك قال تأخذون بما تعرفون ۔ وتدعون ما تنكرون ۔ وتقبلون على خاصتكم ۔ وتذرون أمر عوامكم۔ (سنن ابن ماجه، كتاب الفتن باب التثبت في الفتنة، حديث ٣٩٥٧)

اُس زمانے میں تمہارا کیا حال ہوگا جو قریب ہے کہ آ ہی جائے۔ اُس زمانے میں لوگوں کو اچھی طرح چھانا جائیگا، اور لوگوں میں سے ایسے لوگ رہ جائیں گے جیسے بھوسہ، اُنکو نہ عہد کا پاس ہوگا، نہ امانتوں کا، اور وہ اختلاف کر کے اس طرح گتھم گتھا ہو جائینگے، اور یہ کہکر آپ

نے اپنی انگلیاں ایک دوسری میں ڈال لیں ۔ صحابہؓ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! جب ایسا ہو جائے تو ہم کیا کریں؟'' فرمایا: ''جو نیکی کی بات دیکھو، اُس پر عمل کرو، اور جو برائی دیکھو، اُسے چھوڑ دو، اور خاص اپنی (اصلاح کی) طرف متوجہ ہو جاؤ، اور اپنے عوام کو (اُنکے حال پر) چھوڑ دو۔''

(١٤) حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" إنها ستكون فتنة وفرقة واختلاف ۔ فإذا كان كذلك فأت بسيفك أُحدا فاضربه حتى ينقطع ۔ ثم اجلس فی بيتك حتى تأتيك يد خاطئة أو منية قاضية."

(سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، باب التثبت فی الفتنة، حديث ٣٩٦٢)

''کچھ فتنے آئینگے، اور تفرقہ اور اختلاف ہوگا ۔ چنانچہ جب ایسا ہو تو اپنی تلوار کو اُحد (پہاڑ) کے پاس لے جا کر اُسے دے مارو، یہاں تک کہ وہ ٹوٹ جائے، پھر اپنے گھر میں بیٹھے رہو، یہاں تک کہ یا تو تمہارے پاس کوئی خطا کار ہاتھ آ جائے، یا موت آ کر تمہارا کام تمام کر دے۔''

(١٥) حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"دعاة على أبواب جهنم ۔ من أجابهم إليها قذفوه فيها. قلت: يا رسول الله صفهم لنا ۔ قال هم من

جلدتنا، و يتكلمون بألسنتنا. قلت: فما تأمرني إن أدركني ذلك؟ قال: تلزم جماعة المسلمن و إمامهم ۔ قلت: فإن لم يكن لهم جماعة و لا إمام، قال: فاعتزل تلك الفرق كلها، ولو أن تعض بأصل شجرة حتى يدركك الموت وأنت على ذلك.“ (صحيح البخاري، كتاب الفتن، حديث ٧٠٨٤)

”کچھ لوگ ہونگے جو جہنم کے دروازوں کی طرف بلا رہے ہونگے، جو کوئی اُن کی بات مانے گا، وہ اُسے جہنم میں پھینک دینگے۔ میں نے کہا: ”یارسول اللہ! ہمیں اُنکے اوصاف سے مطلع فرمائیے“ آپ نے فرمایا: ”وہ ہمارے ہی گوشت پوست کے ہونگے، ہماری ہی زبانیں بولتے ہونگے“ میں نے کہا: ’اگر ایسا زمانہ ہمارے سامنے آجائے‘ تو ہمیں آپ کیا حکم دیتے ہیں؟“ آپ نے فرمایا: ”بس تم مسلمانوں کی جماعت اور اُنکے امام (سربراہ) سے چمٹے رہو“ میں نے کہا: ”اگر ان کی نہ کوئی جماعت ہو، اور نہ کوئی امام؟“ آپ نے فرمایا: ”پھر تو تم ان سارے گروہوں سے الگ ہو رہو چاہے تمہیں کسی درخت کی جڑ کو اس وقت تک چبائے رکھنا پڑے جب تک تمہیں موت آئے۔“

(۱۶) حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”ايم الله لقد سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إن السعيد لمن جنب الفتن إن السعيد لمن جنب الفتن إن السعيد لمن جنب الفتن ولمن ابتلى فصبر فواها۔“ (سنن أبي داود، كتاب الفتن، حديث ٤٢٦٣)

”اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: ”یقیناً خوش نصیب وہ ہے جو فتنوں سے الگ رہا، یقیناً

خوش نصیب وہ ہے جو فتنوں سے الگ رہا، یقیناً خوش نصیب وہ ہے جو فتنوں سے الگ رہا اور جو شخص (کسی کی طرف سے ظلم میں) مبتلا ہوا، اور اُس نے صبر کیا، تو اُس کے کیا ہی کہنے ہیں!"

(۱۷) حضرت ام مالک بہزیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ذكر رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه و سلم فتنة فقربها قالت قلت يا رسول اللّٰه من خير الناس فيها ؟ قال: "رجل في ماشيته يؤدي حقها و يعبد ربه و رجل آخذ برأس فرسه يخيف العدو و يخوّفونه۔" (رواه الترمذي في أبواب الفتن، باب ما جاء كيف يكون الرجل في الفتنة حديث ۲۱۷۷، وقال: هذا حديث حسن غريب)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنے کا ذکر فرمایا، اور بتایا کہ وہ قریب آنے والا ہے میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اُس فتنے میں سب سے بہتر شخص کون ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ وہ شخص جو اپنے مویشیوں کے ساتھ رہتا ہو، (یعنی لڑائی سے الگ تھلگ رہے) اور اُن کا حق ادا کرتا رہے، اور اپنے پروردگار کی عبادت کرتا رہے، اور وہ شخص جو اپنے گھوڑے کا سر پکڑے ہوئے دشمن کو ڈرا رہا ہو، اور وہ اُسے ڈرا رہے ہوں" (یعنی مسلمانوں کی لڑائی میں فریق بننے کے بجائے غیر مسلموں کے ساتھ جہاد میں مشغول ہو)

(۱۸) حضرت سعید بن زید اشہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نجران سے ایک تلوار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہدیہ میں آئی، آپ نے وہ تلوار حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمائی، اور اُنکو یہ ہدایت دی:

"جاهد بهذا في سبيل الله، فإذا اختلفت أعناق الناس فاضرب به الحجر ثم ادخل بيتك فكن حلسا ملقى

حتى تأتيك يد خاطئة أو منية قاضية۔" رواه الطبرانى فى الكبير والأوسط ورجال الكبير ثقات(مجمع الزوائد، كتاب الفتن، باب ما يفعل فى الفتن۔ حديث ۱۲۳۲۸)

"اس تلوار سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرو، پھر جب لوگوں کی گردنوں میں اختلاف پیدا ہوجائے تو اسے کسی پتھر پر دے مارنا، اور (بے حرکت) پڑی ہوئی ٹاٹ بنے رہنا، یہاں تک کہ تمہارے پاس کوئی خطا کار ہاتھ آجائے (جو تمہیں ظالمانہ طور پر قتل کرنا چاہے،) یا تمہیں موت آجائے جو تمہارا فیصلہ کردے۔"

اور یہی واقعہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی ان الفاظ میں روایت فرمایا ہے:

"ان النبى صلى الله عليه و سلم أعطى محمدَ بن مسلمة سيفا فقال :"قاتل المشركين ما قوتلوا فإذا رأيت سيفين اختلفا بين المسلمين فاضرب حتى ينثلم واقعد فى بيتك حتى تأتيك منية قاضية أو يد خاطئة۔" ثم أتيت ابن عمر فحذا لى على مثاله عن النبى صلى الله عليه و سلم۔ رواه الطبرانى ورجاله ثقات۔(مجمع الزوائد، كتاب الفتن، باب ما يفعل فى الفتن۔حديث ۱۲۳۲۹)

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک تلوار دی، اور فرمایا: جب تک مشرکین سے لڑائی ہوتی رہے، تم اس تلوار کے ذریعے اُن سے لڑائی کرتے رہنا، پھر جب دیکھو کہ مسلمانوں کے درمیان دو تلواریں ایک دوسرے پر چل گئی ہیں تو اس تلوار کو ہی دے مارنا، یہاں تک کہ وہ کند ہوجائے، اور اپنے گھر میں

بیٹھ رہنا، یہاں تک کہ تمہارے پاس یا تو موت آجائے جو تمہارا فیصلہ کردے، یا کوئی خطاکار ہاتھ تم تک پہنچ جائے۔“

(۱۹) فاتح ایران حضرت خالد بن عرفطہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا:

”یا خالد إنها ستكون بعدی أحداث وفتن واختلاف فإن استطعت أن تكون عبد الله المقتول لا القاتل فافعل“ رواه أحمد والبزار والطبراني وفيه علی بن زيد وفيه ضعف وهو حسن الحديث وبقية رجاله ثقات۔ (مجمع الزوائد، كتاب الفتن، باب ما يفعل فی الفتن۔ حديث ١٢٣٣٤)

”اے خالد! میرے بعد بہت سے حادثے ہونگے، اور فتنے آئینگے، اور اختلاف ہوگا، تو اگر تم یہ کرسکو تو ضرور کرنا کہ اللہ کے مقتول بندے بنو، قاتل نہ بنو۔“

(۲۰) حضرت ابو عمرانؒ اپنا واقعہ سناتے ہیں کہ:

”قلت لجندب: إنی قد بايعت هؤلاء يعنی ابن الزبير وإنهم يريدون أن أخرج معهم إلى الشام فقال: أمسك فقلت: إنهم يأبون قال: افتد بمالك فقلت: إنهم يأبون إلا أن أضرب معهم بالسيف فقال جندب: حدثنی فلان أن رسول الله صلى الله عليه و سلم قال: ”يجیء المقتول بقاتله يوم القيامة فيقول: يا رب سل هذا فيم قتلنی“ قال شعبة: وأحسبه قال: فيقول ”علام قتلته فيقول: قتلته على ملك فلان“ قال: فقال جندب:

فـاتـقـهـا.'' رواه أحـمـد و الطبراني ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، كتاب الفتن، باب فيما يكون من الفتن۔ ١٢٢٨٦)

''میں نے حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میں نے ان لوگوں سے، یعنی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، بیعت کر لی ہے، اور وہ چاہتے ہیں کہ میں اُن کے ساتھ شام کی طرف لڑنے کیلئے نکلوں۔ حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ''رک جاؤ'' میں نے کہا: ''وہ نہیں مانتے'' حضرت جندبؓ نے فرمایا: ''تو اپنا مال دے کر جان چھڑالو'' میں نے کہا: ''وہ تو اس کے سوا کوئی بات نہیں مانتے کہ میں اُنکے ساتھ تلوار چلاؤں'' اس پر حضرت جندبؓ نے فرمایا کہ مجھے فلاں صاحب نے بتایا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: ''قیامت کے دن مقتول اپنے قاتل کو پکڑ کر لائے گا، اور (اللہ تعالیٰ سے کہے گا کہ: ''یارب! اس سے پوچھیے کہ اس نے مجھے کیوں قتل کیا؟'' شعبہ (جو اس حدیث کے راوی ہیں) کہتے ہیں کہ میرا گمان یہ ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ: ''اللہ تعالیٰ قاتل سے پوچھیں گے کہ: ''تم نے اسے کس بات پر قتل کیا تھا؟'' تو وہ کہے گا کہ: ''میں نے اسے فلاں شخص کی حکومت کی خاطر قتل کیا تھا'' اس کے بعد حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''بس اب اس کام سے بچو۔''

(۲۱) حضرت ابواُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

'' إن الـلـه عز و جل لم يحل في الفتنة شيئا حرمه قبل

ذلك ما بال أحدكم يأتي أخاه فيسلم عليه ثم يجيء بعد ذلك فيقتله“ رواه الطبراني وفيه عبد الملك بن محمد الصنعاني وثقه أيوب بن سليمان وغيره وفيه ضعف (مجمع الزوائد، كتاب الفتن، باب حرمة دماء المسلمين۔ ۱۲۳۱۱)

”اللہ تعالیٰ نے فتنے کے زمانے میں کوئی ایسی چیز حلال نہیں کی جو اس سے پہلے حرام کی ہو، (پھر) تمہیں کیا ہو جاتا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کے پاس آ کر اُسے سلام کرتا ہے، پھر بعد میں آتا ہے تو اُسے قتل کر ڈالتا ہے!“

خانہ جنگی میں صحابہؓ کا طرزِ عمل

چنانچہ جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد مسلمانوں کے درمیان خانہ جنگی کے فتنے آئے، تو جن صحابہ کرامؓ پر کسی ایک جانب حق واضح ہو گیا، انہوں نے تو دیانت داری سے اُس جانب کا ساتھ دیا، لیکن جو حضرات یہ فیصلہ نہ کر سکے کہ حق کس گروہ کے ساتھ ہے، وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ بالا ہدایات کے مطابق الگ تھلگ رہے۔ حضرت عدیسہ بنت اہبان رحمہا اللہ تعالیٰ فرماتی ہیں کہ:

”جاء علي بن أبي طالب إلى أبي فدعاه إلى الخروج معه فقال له أبي إن خليلي وابن عمك عهد إلي إذا اختلف الناس أن اتخذ سيفا من خشب فقد اتخذته فإن شئت خرجت به معك قالت فتركه“۔ قال أبو عيسى وفي الباب عن محمد بن مسلمة وهذا حديث حسن

غریب لا نعرفه إلا من حديث عبد الله بن عبيد (سنن الترمذی، كتاب الفتن، باب ما جاء في اتخاذ سيف من خشب في الفتنة، حديث ٢٢٠٣)

''حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے والد کے پاس آئے، اور انہیں دعوت دی کہ وہ اُنکے ساتھ جنگ کیلئے نکلیں، تو میرے والد نے فرمایا: ''میرے خلیل اور آپ کے چچازاد بھائی (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھے یہ وصیت کی تھی کہ جب لوگوں میں اختلاف پیدا ہو جائے تو میں اپنے لئے ایک لکڑی کی تلوار بنالوں، چنانچہ میں نے وہ تلوار بنالی ہے، اب اگر آپ چاہیں تو میں وہ لکڑی کی تلوار لیکر آپ کے ساتھ چلوں؟ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں چھوڑ دیا۔''

جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مخالفین سے برسرِ پیکار تھے، تو حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اُنہیں یہ پیغام بھجوایا:

"لو كنتَ في شدق الأسد لأحببت أن أكون معك فيه، ولكن هذاأمر لم أره." (صحيح البخاری، كتاب الفتن، حديث ٧١١٠)

''اگر آپ کسی شیر کے جبڑے میں ہوتے، تب بھی میں یہ پسند کرتا کہ میں اُس میں آپ کے ساتھ رہوں، لیکن جہاں تک اس (خانہ جنگی) کا تعلق ہے، یہ ایسا معاملہ ہے کہ میں اس (میں حصہ لینے) کو درست نہیں سمجھتا۔''

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لما قيل لسعد بن أبي وقاص : ألا تقاتل إنك من

أهل الشوری وأنت أحق بهذا الأمر من غیرك قال: لا أقاتل حتی یأتونی بسیف له عینان ولسان وشفتان یعرف المؤمن من الکافر فقد جاهدت وأنا أعرف الجهاد۔ رواه الطبرانی ورجاله رجال الصحیح (مجمع الزوائد، کتاب الفتن، باب حرمة دماء المسلمین۔ ١٢٣١٨)

”جب (مسلمانوں کی خانہ جنگی کے موقع پر) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کہ: ”کیا آپ جنگ نہیں کرتے، حالانکہ آپ اہل شوریٰ میں سے ہیں، اور دوسروں کے مقابلے میں آپ اس میں حصہ لینے کے زیادہ حق دار ہیں؟ تو حضرت سعدؓ نے جواب دیا: ”میں اُس وقت تک جنگ نہیں کروں گا جب تک یہ لوگ میرے پاس ایسی تلوار نہ لے آئیں جسکی دو آنکھیں ہوں، ایک زبان ہو، اور دو ہونٹ ہوں، جو مسلمان کو کافر سے الگ پہچان لیتی ہو، کیونکہ میں نے جہاد کیا ہے، اور میں جانتا ہوں کہ جہاد کیا ہوتا ہے؟“

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے شاگرد حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”عن ابن عمر رضی الله عنهما أتاه رجلان فی فتنة ابن الزبیر فقالا إن الناس ضُیِّعوا وأنت ابن عمر وصاحب النبی صلی الله علیه وسلم فما یمنعك أن تخرج؟ فقال: یمنعنی أن الله حرّم دم أخی، فقالا: ألم یقل الله وقاتلوهم حتی لا تکون فتنة، فقال: قاتلنا حتی لم تکن فتنة، وکان الدین لله، وأنتم تریدون أن تقاتلوا حتی تکون فتنة، ویکون الدین لغیر الله“۔ (صحیح البخاری، کتاب

التفسير، سورة البقرة، باب قوله تعالى "و قاتلوهم حتى لا تكون فتنة" حديث ٤٥١٣)

> "حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں جو فتنہ ہوا، اُس میں دو آدمی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ کے پاس آئے، اور کہنے لگے کہ لوگ ضائع ہو رہے ہیں، اور آپ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے ہیں، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، تو پھر آپ کو اس بات سے کس چیز نے روکا ہوا ہے کہ آپ باہر نکلیں (اور لڑائی میں شریک ہوں؟) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: "مجھے اس بات نے روکا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے بھائی کا خون حرام کیا ہے۔" اس پر اُنہوں نے کہا کہ: "کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ: اُن سے لڑتے رہو، یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے" حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا: "ہم نے لڑائی کی ہے، یہاں تک کہ فتنہ ختم ہوگیا، اور دین اللہ کا ہوگیا، اور تم چاہتے ہو کہ لڑائی کرو، یہاں تک کہ فتنہ پیدا ہو جائے، اور دین اللہ کے سوا کسی اور کا ہو جائے۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات طیبہ میں حجاج بن یوسف اور دوسرے حکمرانوں کا دور گذرا جس میں بہت سی خانہ جنگیاں ہوئیں، اور لوگوں نے اپنے حکمرانوں کے خلاف تلوار اُٹھائی، لیکن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہر دور میں اپنے اس موقف پر سختی سے قائم رہے، یہاں تک کہ یزید کے خلاف بھی انہوں نے کسی کارروائی میں حصہ نہیں لیا، بلکہ اپنے بیٹوں سے کہا کہ اگر اُن میں سے کوئی اس لڑائی میں حصہ لے گا تو میرا اُس سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ اُنکے الفاظ یہ تھے:

> "إني لا أعلم غدرا أعظم من أن يبايع رجل على بيع الله و رسوله ثم ينصب له القتال وإني لا أعلم أحدا منكم

خلعه ولا بايع فى هذا الأمر إلا كانت الفيصل بينى وبينه." (صحيح البخارى، كتاب الفتن، حديث ٧١١١)

"میں اس سے بڑی غداری کوئی اور نہیں سمجھتا کہ کسی شخص سے اللہ اور رسول کے نام پر بیعت کی جائے، پھر اُس کے خلاف جنگ ٹھان لی جائے، اور اگر مجھے تم میں سے کسی کے بارے میں یہ معلوم ہوگا کہ اُس نے اُسکے خلاف بغاوت کی ہے، یا اس بغاوت پر بیعت کی ہے، تو یہ بات میرے اور اُس کے درمیان (جدائی پیدا کرنے کیلئے) فیصلہ کن ہوگی۔"

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بھی خانہ جنگی کے زمانے میں مدینہ منورہ چھوڑ کر ایک قریبی بستی ربذہ میں سکونت اختیار کرلی تھی، اور وفات سے چند دن پہلے مدینہ منورہ میں تشریف لائے۔ (صحیح البخاری، کتاب الفتن، باب التعرب فی الفتنۃ، حدیث ۷۰۸۷)

نیز حضرت حمید بن ہلالؒ فرماتے ہیں:

"لما هاجت الفتنة قال عمران بن حصين لحجير بن الربيع العدوى: اذهب إلى قومك فلتنههم عن الفتنة قال: إنى لمغموز فيهم وما أطاع قال: فأبلغهم عنى وانههم عنها۔ قال: وسمعت عمران يقسم بالله: لأن أكون عبدا حبشيا أسود فى أعنز حصبات فى رأس جبل أرعاهن حتى يدركنى أجلى أحب إلى أن أرمى أحد الصفين بسهم أخطأت أم أصبت"۔ رواه الطبرانى ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد ١٢٣١٧)

"جب خانہ جنگی کے فتنے کی آگ بھڑک اُٹھی تو حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حجیر بن ربیع عدوی سے کہا کہ اپنی قوم

کے پاس جا کر انہیں فتنے میں حصہ لینے سے منع کرو، اُنہوں نے کہا کہ مجھ پر تو وہ انگلیاں اُٹھاتے ہیں، اور میری بات نہیں مانتے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تو پھر میری طرف سے اُنہیں پیغام پہنچاؤ، اور انہیں منع کرو۔ حمید بن ہلال ؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ: ''اگر میں ایک سیاہ فام حبشی غلام بنکر کسی پہاڑ کی چوٹی پر بکریاں چراتا رہوں، یہاں تک کہ مجھے موت آ جائے تو یہ مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ میں ان دو لڑتی ہوئی صفوں میں سے کسی پر تیر چلاؤں، چاہے وہ تیر خطا ہو جائے، یا کسی کو جا لگے۔''

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں زید بن وہب ؒ کہتے ہیں کہ لوگ اُس زمانے کے امیر کی بعض باتوں سے ناراض تھے، ایک شخص نے آ کر حضرت حذیفہ ؓ سے کہا کہ: ''آپ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیوں نہیں کرتے؟'' حضرت حذیفہ ؓ سمجھ گئے کہ اُس کا اشارہ اس طرف ہے کہ اس امیر کے خلاف بغاوت کی جائے۔ اس پر آپ نے فرمایا:

> "إن الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر لحسن، وليس من السنة أن تشهر السلاح على أميرك." (كشف الأستار عن مسند البزار ج٢ ص ٢٥١ حديث ١٦٣٣، ومجمع الزوائد ج٥ ص ٢٢٤ حديث ٩١٣٤ وفيه حبيب بن خالد وثقه ابن حبان، وقال أبو حاتم: ليس بالقوي)

> ''امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (نیکی کی تلقین کرنا اور برائی سے روکنا) بیشک اچھی بات ہے، لیکن یہ کوئی سنت نہیں ہے کہ تم اپنے امیر پر ہتھیار لیکر چڑھ دوڑو۔''

ان احادیث وآثار کی بنا پر سلف صالحین سے منقول ہے کہ انہوں نے بد سے بدتر حکمرانوں کے مقابلے میں بھی مسلح بغاوت سے پرہیز کیا۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں معتزلہ حکومت پر مسلط ہوگئے تھے، اور جو لوگ اُنکے عقیدے سے اتفاق نہ کرتے، اُنہیں بدترین ظلم وستم کا نشانہ بناتے تھے، خود امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو اٹھائیس مہینے قید خانے میں رکھا گیا، اور اسی دوران اُنہیں لرزہ خیز کوڑے لگائے گئے جس سے اُن کا جسم لہولہان ہوگیا، اور قید سے نکلنے کے بعد وہ مدتوں بیمار رہے۔ چونکہ بالکل گمراہانہ اور باطل عقیدوں کو رواج دینے کیلئے عوام پر ظلم وستم کا بازار گرم تھا، اس لئے بغداد کے بہت سے علماء حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور یہ تجویز پیش کی کہ اب معاملہ حد سے گذر گیا ہے، اس لئے موجودہ حکومت کے خلاف بغاوت کرنی چاہئے حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ حکومت وقت کے عقائد کو سراسر گمراہی، بلکہ کفر کے قریب سمجھتے تھے، اور ایسے عقائد کے حامل امیر کے پیچھے پڑھی ہوئی نمازیں دہرایا کرتے تھے، لیکن اس تجویز کو قبول کرنے سے انہوں نے انکار فرمایا، اور خانہ جنگی کو گوارا نہیں کیا۔ حافظ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ یہ واقعہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

> قال حنبل: لم يزل أبو عبد الله بعد أن برء من الضرب يحضر الجمعة والجماعة ويحدث ويفتي حتى مات المعتصم وولي ابنه الواثق فأظهر ما أظهر من المحنة والميل إلى أحمد بن أبي داؤد وأصحابه۔ فلما اشتد الامر على أهل بغداد وأظهرت القضاة المحنة بخلق القرآن وفرق بين فضل الانماطي وبين امرأته وبين أبي صالح وبين امرأته كان أبو عبد الله يشهد الجمعة ويعيد الصلاة

إذا رجع ويقول: تؤتى الجمعة لفضلها والصلاة تعاد خلف من قال بهذه المقالة۔ وجاء نفر إلى أبی عبد الله وقالوا: هذا الامر قد فشا وتفاقم ونحن نخافه على أكثر من هذا وذكروا ابن أبی داؤد وأنه على أن يأمر المعلمين بتعليم الصبيان فی المكاتب: القرآن كذا وكذا فنحن لا نرضى بإمارته۔ فمنعهم من ذلك وناظرهم۔ (سير أعلام النبلاء ج ۱۱ ص ۲٦۳، ترجمة الإمام احمد بن حنبل رحمه الله تعالیٰ ط: مؤسسة الرسالة)

”(امام احمدؒ کے چچازاد بھائی) حضرت حنبل رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ امام احمدؒ جب کوڑوں کی مار سے صحت یاب ہوئے تو اس کے بعد جمعہ اور جماعت میں جایا کرتے، حدیث روایت کرتے، اور فتوے دیتے، یہاں تک کہ معتصم کا انتقال ہوگیا، اور اُس کا بیٹا واثق حکمران بنا، تو اُس نے کھل کر (معتزلہ کے سردار) احمد بن ابی داؤد اور اُس کے ساتھیوں کی طرف میلان ظاہر کیا، اور دوسروں کو تشدد کا نشانہ بنایا۔ جب معاملہ بہت سخت ہوگیا، اور قاضیوں نے بھی (اہل سنت کے خلاف) خلق قرآن کے مسئلے میں تشدد کے فیصلے شروع کردیئے، اور فضل انماطی اور ابوصالح (کو کافر قرار دیکر) اُنکی بیویوں سے جدائی کرادی گئی، تو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ جمعہ کی فضیلت کی وجہ سے جمعہ میں حاضر تو ہوتے، لیکن اس گمراہانہ عقیدے کے حامل افراد کے پیچھے جو نماز پڑھی ہوتی، وہ دہراتے تھے۔ ایسے موقع پر کچھ لوگ امام احمدؒ کے پاس آئے، اور کہنے لگے کہ یہ گمراہی اب بہت پھیل چکی ہے، اور معاملہ حد سے گذر گیا ہے، اور ہمیں اندیشہ ہے کہ حکومت اس سے بھی زیادہ

گمراہی پھیلائیگی، انہوں نے یہ بھی ذکر کیا کہ ابن ابی دؤاد نے یہ طے کیا ہے کہ وہ تمام استادوں کو یہ حکم جاری کرے گا کہ وہ مکاتب میں بچوں کو قرآن کے بارے میں ایسے ایسے (گمراہانہ) عقیدوں کی تعلیم دیں، لہٰذا اب ہم موجودہ حکومت کی حکمرانی پر راضی نہیں ہیں، (اور مسلح بغاوت کرنا چاہتے ہیں) لیکن حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اُنہیں روکا، اور اُن سے اس بارے میں مناظرہ کیا۔"

اسی واقعے کو قاضی ابویعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

قال حنبل في ولاية الواثق: اجتمع فقهاء بغداد إلى أبي عبد الله (يعني الإمام أحمد) وقالوا هذا أمر قد تفاقم وفشا ـ يعنون إظهار الخلق للقرآن ـ نشاورك في أنا لسنا نرضى بإمارته ولا سلطانه ـ فقال "عليكم بالنكرة بقلوبكم، ولا تخلعوا يدا من طاعة، ولا تشقوا عصا المسلمين ـ" (الأحكام السلطانية لأبي يعلى ص ٢١)

"حنبل رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ بغداد کے فقہاء امام احمدؒ کے پاس جمع ہو کر آئے، اور کہا کہ یہ معاملہ ۔۔ یعنی خلق قرآن کے اظہار پر مجبور کرنا ۔۔ پھیل کر حد سے گذر گیا ہے، ہم آپ سے مشورہ کرنے آئے ہیں کہ ہم اس خلیفہ کی حکومت اور اُسکے امیر ہونے پر راضی نہیں ہیں، اس پر امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "آپ کو چاہئے کہ آپ کے دلوں میں جو بات ہے، اُسے برا سمجھیں، آپ حکومت کو تسلیم کرنے سے ہاتھ نہ کھینچیں، اور مسلمانوں میں تفرقہ نہ ڈالیں۔"

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ حضرت حسن بن صالح رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> [الحسن بن صالح] كان يرى السيف يعنى كان يرى الخروج بالسيف على ائمة الجور وهذا مذهب للسلف قديم لكن استقر الامر على ترك ذلك لما رأوه قد افضى إلى أشد منه ففى وقعة الحرة ووقعة ابن الاشعث وغيرهما عظة لمن تدبر ---والحسن مع ذلك لم يخرج على أحد وأما ترك الجمعة ففى جملة رأيه ذلك أن لا يصلى خلف فاسق ولا يصحح ولاية الامام الفاسق فهذا ما يعتذر به عن الحسن وان كان الصواب خلافه فهو إمام مجتهد۔ (تهذيب التهذيب ج ٢ ص ٢٨٨، ترجمة الحسن بن صالح)
>
> ”حسن بن صالح رحمۃ اللہ علیہ ظالم حکمرانوں کے خلاف مسلح بغاوت کو جائز سمجھتے تھے، اور یہ سلف کا قدیم مذہب ہے، لیکن بعد میں امت کی رائے یہ قرار پائی ہے کہ ایسا نہ کیا جائے، کیونکہ امت کے علماء نے اس بات کا مشاہدہ کیا ہے کہ مسلح بغاوت پہلے سے زیادہ برے حالات کا سبب بنی ہے، چنانچہ حرّہ کے واقعات اور ابن الاشعث کے واقعات میں غور کرنے والے کیلئے عبرت کا بڑا سامان ہے۔ اور حضرت حسن بن صالحؒ نے بھی اس (جائز سمجھنے) کے باوجود کسی کے خلاف بغاوت نہیں کی۔ “

اور یہی حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ صحیح بخاری کی شرح میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اُس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے جو اوپر ”بدکار حکمرانوں کے ساتھ طرزِ عمل“ کے عنوان کے تحت حدیث نمبر ۵ کے طور پر گذر چکی ہے، تحریر فرماتے ہیں:

> ”قال ابن بطال: فى الحديث حجة فى ترك الخروج

علی السلطان ولو جار، وقد أجمع الفقهاء علی وجوب طاعة السلطان المتغلب والجهاد معه وأن طاعته خير من الخروج عليه لما فی ذلك من حقن الدماء وتسكين الدهماء، وحجتهم هذاالخبر وغيره مما يساعده، ولم يستثنوا من ذلك إلا إذا وقع من السلطان الكفر الصريح، فلا تجوز طاعته فی ذلك، بل تجب مجاهدته لمن قدرعليها.“

”علامہ ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ سلطان، چاہے ظالم کیوں نہ ہو، اُس کے خلاف مسلح بغاوت نہ کی جائے۔ اور فقہاء کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو سلطان زبردستی حاکم بن بیٹھا ہو، (جائز امور میں) اُس کی اطاعت بھی واجب ہے، اور اُسکے ساتھ مل کر جہاد بھی مشروع ہے، اور یہ کہ اُسکی اطاعت اُس کے خلاف مسلح بغاوت سے بہتر ہے، کیونکہ اسی طریقے میں خونریزی سے بچاؤ اور مصیبتوں کا ازالہ ہے۔ اور فقہاء کی دلیل یہی حدیث ہے، اور اُسکے علاوہ وہ احادیث جو اسکی تائید کرتی ہیں۔ اور فقہاء نے اس حکم سے کوئی صورت اس کے سوا مستثنیٰ نہیں کی کہ سلطان سے کفر صریح صادر ہو، تو اُس میں اُسکی اطاعت جائز نہیں، بلکہ جن کو قدرت ہو، اُن پر جہاد واجب ہے۔“

بعض فقہاء کرامؒ نے جو فرمایا ہے کہ اگر کچھ لوگ کسی ظالم حکمران کے ظلم کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوں تو اگر ظلم واضح ہو تو انکی مدد کی جائے، اور ظلم واضح نہ ہو تو نہ سلطان کی مدد کی جائے، اور نہ اُن لوگوں کی (ردالمحتار، باب البغاۃ، ج۴ ص۲۶۴ و۲۶۵) تو اُس سے مراد حکومت کا تختہ الٹنے کیلئے بغاوت نہیں ہے، بلکہ ظلم کا دفاع ہے۔ (امداد الفتاوی ج۵ ص۱۲۱)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ نے امداد الفتاویٰ میں اس موضوع پر مفصل بحث کی ہے کہ کن صورتوں میں حکومت کے خلاف بغاوت جائز اور کن صورتوں میں ناجائز ہوتی ہے؟ اور اسی کا خلاصہ میں نے تکملہ فتح الملہم میں بیان کیا ہے، لیکن اس کا حاصل بھی یہی ہے کہ کفرِ بواح (یعنی صریح کفر) کی جن صورتوں میں مسلح کارروائی کی اجازت ہے، ان میں بھی یہ شرط ہے کہ اس بات کا اندیشہ نہ ہو کہ اس بغاوت کے نتیجے میں مسلمان پہلے سے بدتر صورت حال سے دوچار ہو جائیں گے۔ (تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمایئے امداد الفتاوی ج ۵ ص ۱۲۲، کتاب ما یتعلق بالحدیث، بعنوان ''جزل الکلام فی عزل الامام'') اور یہ شرط تو مسلم ہے ہی کہ سب لوگ کسی ایسے شخص کی سربراہی پر متفق ہوں جو واقعۃً شرعی اعتبار سے حکمرانی کا اہل ہو۔

تاریخ کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ماضی میں جب کبھی کسی صاحبِ اقتدار کے خلاف مسلح بغاوت ہوئی ہے، بالآخر اُس کے نتائج مسلمانوں کے حق میں اچھے نہیں نکلے، بلکہ امت اُس سے زیادہ برے حالات سے دوچار ہوئی ہے۔ چنانچہ علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

> ''وقلّ من خرج على إمام ذى سلطان إلا كان ماتولد على فعله من الشر أعظم مما تولد من الخير، كالذين خرجوا على يزيد بالمدينة، وكابن الأشعث الذى خرج على عبدالملك بالعراق، وكابن المهلب الذى خرج على أبيه بخراسان، وكأبى مسلم صاحب الدعوة الذى خرج عليهم بخراسان أيضا، وكالذين خرجوا على المنصور بالمدينة والبصرة وأمثال هؤلاء. وغاية هؤلاء إما أن يُغلَبوا وإماأن يَغلِبوا، ثم يزول ملكهم فلايكون لهم عاقبة، فإن عبدالله بن على وأبا مسلم قتلا خلقا كثيرا،

وكلاهما قتله أبو جعفر المنصور، وأما أهل الحرّة وابن الأشعث وابن المهلب، فهُزموا وهُزم أصحابهم، فلا أقاموا دينا ولا أبقوا دنيا، والله تعالىٰ لايأمر بأمر لايحصل به صلاح الدين، ولا صلاح الدنيا، وإن كان فاعل ذلك من عباداللّه المتقين ومن أهل الجنة،...وكذلك أهل الحرّة كان فيهم من أهل العلم والدين خلق، وكذلك أصحاب ابن الأشعث...وكان الحسن البصرى يقول: إن الحجّاج عذاب الله، فلا تدفعوا عذاب اللّٰه بأيديكم، ولكن عليكم بالاستكانة والتضرع، فإن اللّٰه تعالىٰ يقول: وَلَقَدْ أَخَذْنَاهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ... ولهٰذااستقر أمر أهل السنة على ترك القتال فى الفتنة للأحاديث الصحيحة الثابتة عن النبى صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم، وصاروا يذكرون هذا فى عقائدهم، ويأمرون بالصبر على جور الأئمة.“

(منهاج السنة النبوية، ج٢ ص ٣١٣ و ٣١٤، طبع المكتبة الحديثة، الرياض)

”جس کسی نے بھی کسی (مسلمان) صاحبِ اقتدار حکمران کے خلاف بغاوت کی ہے، اُس کے نتیجے میں ایسا شر پیدا ہوا ہے جو خیر پیدا ہونے کے مقابلے میں کہیں زیادہ تھا، مثلاً مدینہ منورہ میں جن لوگوں نے یزید کے خلاف بغاوت کی، اور جیسے ابن الاشعث جس نے عراق میں عبدالملک کے خلاف بغاوت کی، اور جیسے ابن المہلب جس نے خراسان میں اپنے باپ کے خلاف بغاوت کی، اور جیسے ابو مسلم جس نے خراسان ہی میں حکمرانوں کے خلاف بغاوت کی، اور جیسے وہ لوگ

جنہوں نے مدینہ منورہ اور بصرہ میں منصور کے خلاف بغاوت کی، اور ان جیسے دوسرے لوگ۔ اور ان لوگوں کا انجام یا تو یہ ہوتا ہے کہ یہ مغلوب اور ناکام ہوجاتے ہیں، یا غالب آتے ہیں تو کچھ ہی عرصے کے بعد انکی حکومت ختم ہوجاتی ہے، اور انجام ان کے حق میں نہیں ہوتا۔ چنانچہ عبداللہ بن علی اور ابو مسلم نے بڑی مخلوق کو قتل کیا، اور پھر یہ دونوں ابو جعفر منصور کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ اور جہاں تک اہل حرّہ، ابن اشعث اور ابن مہلب کا تعلق ہے، وہ اور اُنکے ساتھی تو شکست ہی کھا گئے، لہذا نہ وہ دین کو قائم کر سکے، نہ دنیا کو باقی رکھ سکے۔ اور اللہ تعالیٰ کسی ایسے کام کا حکم نہیں دیتے جس میں نہ دین کی بہتری ہو، نہ دنیا کی، چاہے اس کام کا کرنے والا اللہ کے متقی بندوں اور اہل جنت میں سے ہو... اور یہی اصحاب حرّہ کا حال ہے کہ ان میں بڑے اہل علم اور دیندار لوگ موجود تھے، نیز ابن اشعث کے ساتھیوں میں بھی اہلِ علم و دین کی ایک بڑی تعداد موجود تھی...... اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حجاج بن یوسف اللہ کا عذاب ہے، اس لئے اللہ کے عذاب کو تم اپنے ہاتھوں سے روکنے کی کوشش نہ کرو، بلکہ تمہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی اور گریہ وزاری کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَلَقَدْ أَخَذْنَاهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ (سورۃ المؤمنون: ٧٦) یعنی: ''واقعہ یہ ہے کہ ہم نے انکو (ایک مرتبہ) عذاب میں پکڑا تھا، تو اُس وقت بھی یہ لوگ اپنے پروردگار کے سامنے نہیں جھکے، اور یہ تو عاجزی کی روش اختیار کرتے ہی نہیں''... اسی بنا پر اہل سنت کا مسلک یہ قرار پایا ہے کہ فتنے میں قتال نہ کیا جائے، کیونکہ صحیح احادیث جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں، ان کا یہی تقاضا ہے۔ اور اہل سنت اس بات کو اپنے عقائد میں

ذکر کرتے ہیں، اور حکمرانوں کے ظلم پر صبر کرنے اور مسلح کارروائی نہ کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔"

علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر مفصل گفتگو کرتے ہوئے آگے فرمایا ہے:

"وهذا كله مما يبين أن ما أمر به النبي صلى الله عليه وسلم من الصبر على جور الأئمة وترك قتالهم والخروج عليهم هو أصلح الأمور للعباد في المعاش والمعاد وأن من خالف ذلك متعمدا أو مخطئا لم يحصل بفعله صلاح بل فساد ولهذا أثنى النبي صلى الله عليه وسلم على الحسن بقوله إن ابني هذا سيد وسيصلح الله به بين فئتين عظيمتين من المسلمين. (منهاج السنة النبوية ج ٢ ص ٣١٤).

"ان سارے واقعات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظالم حکمرانوں کے ظلم پر صبر کرنے اور مسلح لڑائی نہ کرنے کا جو حکم دیا تھا، وہی بندوں کی دنیا اور آخرت کے لحاظ سے زیادہ بہتر ہے، اور جس کسی نے جان بوجھ کر یا غلطی سے اُس کے خلاف کیا، اُس کے فعل سے کوئی اصلاح نہیں ہوئی، بلکہ نقصان ہوا، اور اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف فرمائی کہ: "میرا یہ بیٹا سردار ہے، اور اللہ تعالیٰ اُس کے ذریعے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے درمیان صلح کرائے گا"

آگے علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وإن كان الفاعلون لذلك يرون أن مقصودهم الأمر

بالمعروف والنهي عن المنكر كالذين خرجوا بالحرة وبدير الجماجم على يزيد والحجاج وغيرهما، لكن إذا لم يزل المنكر إلا بما هو أنكر منه صار إزالته على هذا الوجه منكرا وإذا لم يحصل المعروف إلا بمنكر مفسدته أعظم من مصلحة ذلك المعروف كان تحصيل ذلك المعروف على هذا الوجه منكرا، وبهذا الوجه صارت الخوارج تستحل السيف على أهل القبلة حتى قاتلت عليا وغيره من المسلمين. (منهاج السنة النبوية ج ٢ ص ٣١٦ و ٣١٧)

''اگر چہ مسلح بغاوت کرنے والے یہ سمجھتے ہیں کہ اُن کا مقصد نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ہے، مثلاً جن حضرات نے حرہ اور دیر الجماجم میں یزید اور حجاج وغیرہ کے خلاف خروج کیا، اُن کا مقصد یہی تھا، لیکن اگر کسی برائی کا ازالہ کسی ایسی چیز کے بغیر نہ ہو جو اُس سے زیادہ بری ہے تو پھر اس طرح اُس کا ازالہ کرنا بذات خود برا ہو جاتا ہے، اور اگر کوئی اچھائی کسی ایسی برائی کے بغیر حاصل نہ ہو سکے جس کے نقصانات اُس اچھائی کے مصالح سے زیادہ ہوں، تو اُس اچھائی کو اس طریقے سے اختیار کرنا بھی برائی بن جاتا ہے۔ خوارج نے اسی طرح اہل قبلہ کے خلاف تلوار اُٹھانے کو حلال سمجھا، یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے مسلمانوں سے مسلح لڑائی لڑی۔''

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

☆……☆……☆

تصانیف

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب

☆ آسان ترجمۂ قرآن
☆ اسلام اور جدید معیشت و تجارت
☆ اندلس میں چند روز
☆ اسلام اور سیاست حاضرہ
☆ اسلام اور جدت پسندی
☆ اصلاح معاشرہ
☆ اصلاحی خطبات (کامل سیٹ)
☆ اصلاحی مواعظ (کامل سیٹ)
☆ اصلاحی مجالس (کامل سیٹ)
☆ احکام اعتکاف
☆ اکابر دیوبند کیا تھے؟
☆ آسان نیکیاں
☆ بائبل سے قرآن تک (۳ جلد)
☆ بائبل کیا ہے؟
☆ پرنور دعائیں (مجلد کلاں سائز، جیبی سائز)
☆ تراشے
☆ تقلید کی شرعی حیثیت
☆ جہان دیدہ (بیس ملکوں کا سفرنامہ)
☆ حضرت معاویہؓ اور تاریخی حقائق
☆ حجیت حدیث
☆ حضور ﷺ نے فرمایا (انتخاب حدیث)
☆ حکیم الامت کے سیاسی افکار
☆ درس ترمذی (۳ جلد)
☆ دنیا مرے آگے (سفرنامہ)
☆ دینی مدارس کا نصاب و نظام
☆ ذکر و فکر
☆ ضبط ولادت
☆ عیسائیت کیا ہے؟
☆ علوم القرآن
☆ عدالتی فیصلے (کامل سیٹ)
☆ فرد کی اصلاح

☆ فقہی مقالات (کامل سیٹ)
☆ مآثر حضرت عارفیؒ
☆ میرے والد میرے شیخؒ
☆ ملکیت زمین اور اس کی تحدید
☆ نشری تقریریں
☆ نقوش رفتگاں
☆ نفاذ شریعت اور اس کے مسائل
☆ نمازیں سنت کے مطابق پڑھئے
☆ ہمارے عائلی مسائل
☆ ہمارا معاشی نظام
☆ ہمارا تعلیمی نظام
☆ تکملہ فتح الملہم (شرح صحیح مسلم ۶ جلد عربی)
☆ ماھی النصرانیہ؟ (عربی)
☆ نظرة عابرة حول التعلیم الاسلامی (عربی)
☆ احکام الذبائح (عربی)
☆ بحوث فی قضایا فقهیة المعاصرة (عربی)
☆ The Meanings of The Noble Quran
☆ The Historic Judgement on Interest
☆ The Rules of I'tikaf
☆ The Language of the Friday Khutbah
☆ Discourses On the Islamic Way Of life
☆ Easy Good Deeds
☆ Sayings Of Muhammad ﷺ
☆ The Legal Status Of Following a Madhab
☆ Spritual Discourses
☆ Islamic Months
☆ Perform Salah Correctly
☆ Radiant Prayers
☆ Quranic Sciences
☆ Islam and Modernism
☆ What is Christianity
☆ The Authority of Sunnah
☆ Contemporary Fatawa

مکتبہ معارف القرآن کراچی ۱۴
(Quranic Studies Publishers)
www.quranicpublishers.com